6 بیرونی شعبہ

6.1 عالمی اقتصادی جائزہ

ترقی یافتہ ممالک میں کمزور معاشی نمو اور ملازمتیں پیدا کرنے کی معتدل سطح کی طوالت سے اقتصادی عالمگیریت کو لاحق خطرات میں مالی سال 17ء کے دوران سیاسی حکومتوں میں اہم تبدیلیوں سے مزید شدت آگئی۔ امریکہ کے صدارتی انتخابات کے نتیجے میں ایک ایسی حکومت کا قیام عمل میں آیا جس نے نہ صرف خود کو 12 ممالک پر مشتمل ٹرانس ایٹلانٹک پیسفک شراکت داری سے الگ کر لیا بلکہ وہ مستقل جرمنی اور چین جیسے بڑے تجارتی شراکت داروں پر تجارتی توازن کے غیر شفاف ہونے کا الزام بھی عائد کرتی ہے۔ اپنی دوسری بڑی معیشت برطانیہ کی مرحلہ وار واپسی کے باعث صرف دو برس قبل قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ممالک کی بے دخلی کے خطرے سے دوچار یورپی یونین کی بقا کا سوال ایک بار پھر اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ نئی سعودی حکومت کی جانب سے قطر کے معاملے پر سخت مؤقف اختیار کرنے پر ایشیا میں مشرق وسطیٰ کے ممالک کے درمیان تقسیم مزید بڑھ گئی۔ خطے میں ترکی اور روس کا عمل دخل بڑھنے کے ساتھ ساتھ عالمی اتحادوں کی تشکیل نو کا عمل جاری ہے؛ جس کے نتیجے میں مستقبل کے اقتصادی بلاکس تشکیل پائیں گے۔ ان بنیادی نوعیت کی تبدیلیوں کے ساتھ چین اپنے ون بیلٹ ون روڈ کے منصوبے کے تحت تجارتی راستوں کے سب سے بڑے نیٹ ورک کی تعمیر پر پیش رفت کر رہا ہے جس میں متعدد ایشیائی، افریقی اور یورپی ممالک شامل ہیں۔

شکل 6.1: اہم معیشتوں میں صارفی اور کاروباری اعتماد

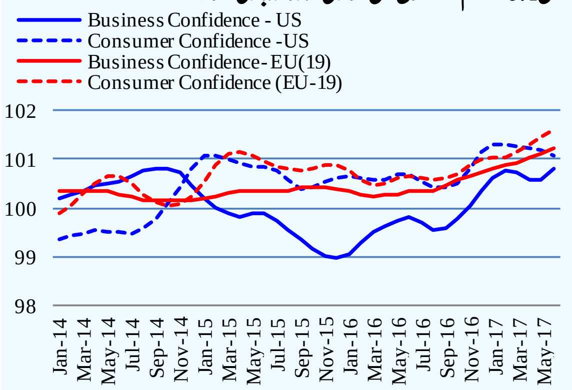

Data source: Organization of Economic Cooperation and Development

ایسے دشوار ماحول میں عالمی مینوفیکچرنگ کی بحالی اور بڑھتے ہوئے تجارتی حجم کے پیش نظر 2017ء کے دوران عالمی جی ڈی پی میں مستحکم نمو کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔[1] سرمایہ کاری میں معتدل بحالی بھی نمایاں ہے جس کا سراغ یورپی اور ایشیائی معیشتوں کی سازگار زری پالیسیوں کے ساتھ ساتھ کاروباری احساسات میں بہتری سے بھی لگایا جا سکتا ہے (**شکل 6.1**)۔ عالمی اقتصادی سرگرمی کی رفتار بڑھنے سے اجناس کی عالمی قیمتوں میں معتدل بحالی (اوسط نرخ گذشتہ برس کے مقابلے میں 11.9 فیصد زیادہ رہے) دیکھنے میں آئی ہے، خصوصاً خام تیل اور دھات کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔[2]

خام تیل کی قیمتوں میں بحالی کے ساتھ امریکہ میں شیل گیس پر سرمایہ کاریوں میں اضافے سے جی ڈی پی کی نمو کو مہمیز ملی؛ 2016ء میں ان سرمایہ کاریوں میں کمی کے نتیجے میں معاشی نمو پر منفی اثر پڑا تھا۔[3] ملازمتوں میں صحت مند نمو، گھرانوں کی دولت میں اضافے اور نومبر 2016ء کے انتخابات کے بعد کاروبار دوست حکومت کے احساسات کی بدولت صرف کی طلب بھی مضبوط رہی۔ برآمدات کو ڈالر کی قدر میں کمی (2017ء کے آغاز سے) اور مضبوط بیرونی طلب سے فائدہ پہنچا۔[4] ان اظہاریوں

---

[1] 2017ء میں عالمی جی ڈی پی میں 3.5 فیصد نمو کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو کہ 16-2015ء کی اوسط 3.3 فیصد سے زیادہ ہے (ماخذ: آئی ایم ایف عالمی اقتصادی جائزہ، جولائی 2017ء)۔

[2] جولائی تا جون 2017ء میں خام تیل کی اوسط قیمتیں (ڈبلیو ٹی آئی، برینٹ اور دبئی فتح) اور آئی ایم ایف کا دھاتی اجناس کی قیمت کا اشاریہ بالترتیب 16.3 فیصد اور 17.2 فیصد رہا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں

[2] جولائی تا جون 2017ء میں خام تیل کی اوسط قیمتیں (ڈبلیو ٹی آئی، برینٹ اور دبئی فتح) اور آئی ایم ایف کا دھاتی اجناس کی قیمت کا اشاریہ بالترتیب 16.3 فیصد اور 17.2 فیصد رہا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں
بلند ہے۔

[3] امریکہ میں 2017ء کے دوران شیل گیس پر سرمایہ کاریوں میں گذشتہ سال کی نسبت 53 فیصد اضافے کا تخمینہ لگایا گیا ہے (ماخذ: عالمی توانائی سرمایہ کاری رپورٹ 2017ء، عالمی توانائی ایجنسی)۔

[4] جنوری تا جون 2017ء کے دوران امریکی برآمدات میں 6.7 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی جبکہ جولائی تا دسمبر 2016ء میں 0.2 فیصد کی معمولی کمی ہوئی تھی (ماخذ: امریکی دفتر برائے مردم شماری)۔ امریکی ڈالر کے اشاریے (جس سے 10 اہم کرنسیوں کی باسکٹ کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر کی نشاندہی ہوتی ہے) میں مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی کے دوران 6.4 فیصد کمی ہوئی (ماخذ: بلومبرگ)۔

کے ساتھ بیروزگاری کی شرح کے اپنی طویل مدتی اوسط سطح سے کم اور مہنگائی کے اپنے ہدف (مارچ 2017ء تک) سے زائد رہنے کے نتیجے میں امریکی مرکزی بینک فیڈرل ریزرو نے دسمبر 2016ء اور مارچ 2017ء میں فیڈرل فنڈز ریٹ دونوں میں 25 بی پی ایس کا اضافہ کر دیا۔[5]

امریکہ کے مقابلے میں یورو کے علاقے میں اقتصادی صورت حال شرح سود میں اضافے کے لیے سازگار نہیں تھی؛ یورپین سینٹرل بینک (ای سی بی) نے پالیسی اور ڈپازٹ فیسلٹی شرحوں کو بالترتیب صفر اور 0.40 فیصد پر رکھا جو تاریخی لحاظ سے کم ترین سطح ہے۔ مزید برآں، اثاثوں کی خریداری کے پروگرام (APP) میں بتدریج کمی کے ابتدائی منصوبوں کے باوجود ای سی بی نے اس پروگرام کو 2017ء کے اختتام تک جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔[6] یہ خطہ ابھی تک مالی نظام پر دباؤ کے مسئلے سے دوچار ہے جس کی عکاسی قرضوں کی بلند سطح اور بینکوں کی بیلنس شیٹ میں ڈوبے ہوئے قرضوں کی بھاری موجودگی سے ہوتی ہے۔ 2017ء میں یورو کے علاقے میں معاشی نمو بڑھ کر 1.9 فیصد ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو ایک سال قبل 1.8 فیصد تھی؛ تاہم، توقع ہے کہ یہ 2018ء میں ایک بار پھر کمزور ہو جائے گی۔[7]

دیگر ترقی یافتہ معیشتوں میں معاشی نمو کے امکانات ملے جلے رہے۔ بریگزٹ ریفرنڈم کے ابتدائی چھ مہینوں کے بعد برطانوی معیشت نے توقعات کے مقابلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ تاہم 2017ء کے آغاز سے نمو میں کمی شروع ہوگئی اور جنوری تا جون 2017ء کی مدت میں 2012ء کے بعد سے پہلی مرتبہ کسی ششماہی میں سب سے کم نمو دیکھی گئی۔ مذکورہ پیش رفت کے ساتھ پاؤنڈ کی قدر میں کمی، مہنگائی میں اضافہ اور کاروباری سرمایہ کاری میں کمی دیکھی گئی۔ یہ توقعات کے عین مطابق تھا کیونکہ فرموں کو ایک غیر یقینی مستقبل کا سامنا ہے اور برطانیہ اس وقت یورپی یونین اور اپنے غیر یورپی یونین شراکت داروں کے ساتھ نئے بین الاقوامی تجارتی سمجھوتوں پر مذاکرات کے پیچیدہ عمل سے گذر رہا ہے۔

ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر دنیا میں توقع ہے کہ مضبوط ملکی طلب کے بل بوتے پر بھارت بدستور بلند معاشی نمو کی راہ پر گامزن رہے گا۔ 2017ء میں معیشت میں تقریباً 7.2 فیصد نمو کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو کہ ابھرتی ہوئی منڈیوں میں بلند ترین سطح ہے۔ رواں سال مون سون کی بروقت اور بھاری بارشیں زرعی شعبے کے لیے انتہائی فائدہ مند ثابت ہوئیں اور کاشت کاروں کی آمدنی دوبارہ بڑھنے کے مجموعی صرف پر مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس نے ممکنہ طور پر کرنسی نوٹوں کو ختم کرنے کے اقدام (نومبر 2016ء) کا اثر بڑی حد تک زائل کر دیا، جس کے نتیجے میں ادائیگیاں تعطل کا شکار ہو گئیں اور 2016ء میں یہ جی ڈی پی کی نمو میں خاصے اضافے کا باعث بنا تھا[8] جس کا نتیجہ ادائیگیوں میں تعطل کی صورت میں برآمد ہوا۔ آگے چل کر دیوالیہ پن کے نئے قانون، اشیا و خدمات پر ٹیکس (جی ایس ٹی)، مہنگائی کو ہدف بنانے کے نئے فریم ورک جیسی ساختی اصلاحات کے ساتھ ایندھن پر زراعانت کے بتدریج خاتمے سے امکان ہے کہ ملک میں نجی سرمایہ کاری بڑھے گی۔

چین میں ضابطہ کاروں کو ایک نازک صورت حال کا سامنا ہے، جس میں وہ ایک جانب معیشت کے قرضوں میں کمی کے لیے کوشاں ہیں اور دوسری جانب شرحِ نمو میں مزید کمی کو روکنے کے اقدامات کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ گذشتہ چھ برسوں میں مسلسل کمی کے بعد حقیقی جی ڈی پی کی نمو بالآخر 2017ء میں 6.7 فیصد کی مستحکم سطح پر رہے گی۔ اس نمو کو برآمدات میں بحالی سے تقویت ملی ہے، جس نے سرمایہ کاری اخراجات میں سست رفتاری کے منفی اثرات کو زائل کر دیا (**شکل 6.2**)۔ آگے چل کر معیشت کو ان چیلنجوں کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اول، امریکہ کی جانب سے تحفظ پسند پالیسی اختیار کرنے کے خطرات کے پیشِ نظر ملکی برآمدات کے امکانات غیر یقینی صورت حال سے

[5] امریکہ میں بیروزگاری کی شرح دسمبر 2016ء کے 4.7 فیصد سے گر کر جون 2017ء میں 4.4 فیصد پر آگئی (امریکی دفتر برائے افرادی قوت شماریات)۔

[6] اپریل 2017ء سے اثاثوں کی ماہانہ خریداری 80 ارب یورو سے کم ہو کر 60 ارب یورو پر آگئی ہے۔ یورپی مرکزی بینک ان خریداریوں کو اس وقت تک جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے جب تک کہ مہنگائی میں پائیدار ردوبدل، کم لیکن 2 فیصد کے ہدف سے قریب، نہیں ہو جاتا۔

[7] آئی ایم ایف کے تخمینے کے مطابق 2018ء میں معاشی نمو گر کر 1.7 فیصد پر آجائے گی۔

[8] بھارت میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو 2015ء کے 8.0 فیصد سے خاصی کمی کے بعد 2016ء میں 7.1 فیصد پر آگئی (ماخذ: آئی ایم ایف کے اقتصادی امکانات، جولائی 2017ء)۔

دوچار ہیں۔ دوسرا، ملک کو گذشتہ برسوں میں جمع ہونے والے قرضوں کے بھاری بوجھ سے نمٹنا ہے کیونکہ مقامی حکومتوں اور ریاستی انٹرپرائزز نے اپنی نمو کی مالکاری کے لیے قرضوں پر بھاری انحصار کیا تھا۔ موڈیز کی جانب سے 1989ء کے بعد پہلی بار چین کی ریاستی درجہ بندی میں کمی کے پس پردہ یہی عامل کارفرما تھا۔[9]

مشرقِ وسطیٰ میں تیل کی آمدنی میں کمی مالیاتی اور بیرونی کھاتوں کی پوزیشنوں کو بدستور کمزور کررہی ہے جس کے نتیجے میں خلیج تعاون کونسل کے ممالک کی مجموعی معاشی نمو کم ہوکر اس سطح پر پہنچ گئی ہے، جس کے وہ عادی نہیں ہیں۔ دسمبر 2016ء میں اوپیک (اور روس) کی جانب سے تیل کی پیداوار میں کٹوتی کے ساتھ بعض رکن ممالک کے انفرا اسٹرکچر اخراجات میں کٹوتی معاشی نمو کے اعدادوشمار کو کم کرنے پر منتج ہوئی۔ اپنی مالیاتی پوزیشنوں کو مستحکم کرنے کے لیے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کی حکومتیں نئے ٹیکس متعارف کرارہی ہیں؛ توانائی پر زر اعانت کو کم کیا جارہا ہے؛ اور وہ بیرونی فنڈنگ سے رجوع کررہی ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے امکانات کا دارومدار بڑی حد تک تیل کی قیمتوں کی بحالی، اندرون ملک اصلاحاتی عمل اور مستحکم جغرافیائی وسیاسی حالات پر ہے۔

شکل 6.2: چین کی حقیقی جی ڈی پی کی نمو کے اجزائے ترکیبی

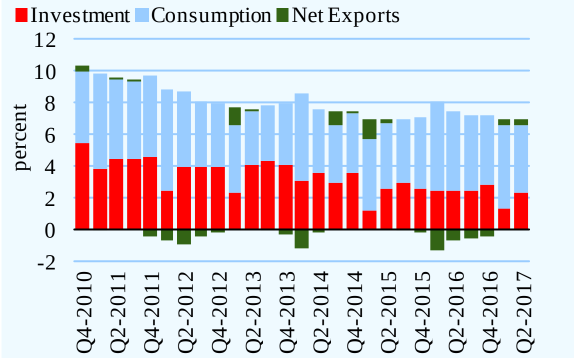

Data source: Haver Analytics

مختصر یہ کہ فی الوقت عالمی معیشت بیک وقت استحکام اور کمزوری دونوں خصوصیات کی حامل ہے۔ لیکن یہ بحالی ناہموار ہے۔ گذشتہ دو تین برسوں میں ترقی یافتہ ممالک میں معتدل نمو کا مطلب پاکستان جیسے ممالک کی درآمدی طلب کا بڑھنا ہے اور ملکی برآمدات میں کمی کی یہ ایک اہم وجہ ہے۔[10] مزید برآں، بڑھتی ہوئی قیمتوں نے پاکستان جیسے اجناس کے خالص درآمدکنندگان کے تجارتی توازن پر خاصے منفی اثرات مرتب کیے۔ گذشتہ چند برسوں میں مضبوط رہنے کے بعد ترسیلاتِ زر کی نمو کم ہوگئی ہے کیونکہ اقتصادی سست رفتاری اور سیاسی مشکلات ترسیل کنندہ ممالک پر اثرانداز ہورہے ہیں۔

6.2 پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن[11]

معاشی نمو کی رفتار بڑھنے کے ساتھ پاکستان کے بیرونی کھاتے میں عدم توازن بھی پیدا ہوگیا۔ حقیقی شعبے میں توانائی کی رسد، صنعتی توسیع اور بڑھتے ہوئے صارفی اخراجات جیسی بہتری یہ تمام حوصلہ افزا رجحانات ہیں جو درآمدات میں اضافے کا سبب بنے اور وہ 17.8 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 48.6 ارب ڈالر کی سطح تک پہنچ گئیں۔[12] سی پیک سے متعلق بجلی اور سڑکوں کی تعمیر کے منصوبوں پر بتدریج پیش رفت کے نتیجے میں درآمدی بل پر اضافی دباؤ پڑا۔ سال کے دوران زرمبادلہ آمدنی میں کمی اور توقع سے کم مالی رقوم کی آمد کے ساتھ درآمدی بوجھ میں اضافے نے ادائیگیوں کے توازن میں خسارہ پیدا کردیا۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 17ء میں ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں 1.7 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی جبکہ پچھلے تین برسوں سے ان میں مسلسل اضافہ ہورہا تھا (**جدول 6.1**)۔

[9] آئی ایم ایف کی تخمینے کے مطابق 2020ء تک چین کی حکومت اور کارپوریٹ قرضہ جات بڑھ کر جی ڈی پی کے 300 فیصد تک پہنچ جائیں گے جبکہ 2016ء میں 242 فیصد کی سطح پر تھے۔ قرضوں کے اتنے بھاری بوجھ کے ساتھ حکومت کی جانب سے معیشت میں قرضوں کو کم کرنے کی حالیہ کوششوں کی اثرانگیزی کے متعلق سوالات کے نتیجے میں مئی 2017ء میں موڈیز نے چین کی کریڈٹ ریٹنگ کو Aa3 سے کم کر مئی 2017ء میں A1 کر دیا۔

[10] تاہم، مالی سال 17ء میں اجناس اور بعض مصنوعات کی طلب، خاص طور پر ہائی ٹیک الیکٹرانکس اجزا اور سازوسامان کی طلب بڑھی ہے، اور اس نے ایشیا کی بعض ابھرتی منڈیوں کی برآمدی نمو پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں (**باکس 6.3**)۔

[11] یہ جائزہ پاکستان کی ادائیگیوں کے عبوری تخمینوں پر مبنی ہے۔

[12] جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران درآمدات میں ہونے والے مجموعی اضافے میں اشیائے سرمایہ کا حصہ 48.1 فیصد تھا (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

صورت حال کی جزوی وضاحت اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ پاکستان کی معیشت میں حالیہ تیزی ایک ایسے وقت میں آئی ہے جب عالمی اقتصادی حالات موافق نہیں ہیں: (i) سال کے دوران کئی روایتی برآمدی اجزا پر قیمتوں کا اثر منفی تھا جن میں سوتی دھاگہ، بستر کی چادریں، تیار ملبوسات، رنگا ہوا چمڑا اور پھل شامل ہیں؛ اس سے برآمدی مقدار میں اضافے کے باوجود ان کی قدر کمزور رہی؛ (ii) اجناس کی عالمی قیمتوں کی بحالی (خصوصاً پام آئل)، جو غذائی درآمدات کو بڑھانے کا سبب بنی؛ اور (iii) خلیجی ممالک میں انفرااسٹرکچر اخراجات میں کٹوتی کے اثرات اور افرادی قوت میں مقامی لوگوں کو ترجیح دینے کے اقدامات تارکِ وطن کارکنوں کی طلب میں کمی کا باعث بنے۔ مذکورہ پیش رفت کے نتیجے میں پاکستان کی برآمدات میں مسلسل تیسرے برس کمی واقع ہوئی اور مالی سال 17ء میں برآمدی وصولیوں میں 1.3 فیصد کمی دیکھنے میں آئی۔ جہاں تک ترسیلاتِ زر کا تعلق ہے اس ذریعے سے رقوم کی آمد میں 3.1 فیصد کمی ہوئی جس میں بڑا حصہ خلیج تعاون کونسل کے ممالک سے آنے والی رقوم کا تھا۔[13] زرمبادلہ آمدنی کے ان دو اہم ذرائع، برآمدات و ترسیلات زر، کے یہ رجحانات درآمدات کی مالکاری کے لیے زرمبادلہ کے موجودہ ذخائر سے استفادہ کیے بغیر جی ڈی پی کی بلند نمو کا ہدف حاصل کرنے کے حوالے سے خوش آئند نہیں۔

جدول 6.1 : پاکستان کی ادائیگیوں کا توازنع

ارب ڈالر

	م س15ء	م س16ء	م س17ء
جاری کھاتے کا توازن	-2.8	-4.9	-12.1
تجارتی توازن	-17.3	-19.3	-26.9
برآمدات	24.1	22.0	21.7
درآمدات	41.4	41.3	48.6
پیٹرولیم مصنوعات	12.3	8.4	10.6
غیر پیٹرولیم مصنوعات	29.0	32.9	37.9
خدمات کا توازن	-3.0	-3.4	-3.6
اتحادی سپورٹ فنڈ	1.5	0.9	0.6
بنیادی آمدنی توازن	-4.6	-5.3	-4.8
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر منافع کی منتقلی	1.3	1.5	1.7
نو سرمایہ کاری آمدنی	0.3	0.7	0.2
سودی ادائیگیاں (خالص)	1.0	1.2	1.5
ثانوی آمدنی کا توازن	22.0	23.2	23.2
کارکنوں کی ترسیلات زر	18.7	19.9	19.3
سرمایہ کھاتے کا توازن	0.4	0.3	0.3
مالی کھاتے کا توازن	-5.1	-6.8	-9.6
پاکستان میں براہ راست سرمایہ کاری	1.0	2.3	2.4
پاکستان میں جزدانی سرمایہ کاری	1.8	-0.3	-0.3
واجبات کی خالص مالی ذمہ داری	2.2	5.0	8.9
عمومی حکومت	1.4	3.4	4.8
نجی شعبہ علاوہ بینک	-0.2	1.2	2.4
بینک	0.5	0.4	1.6
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)	13.5	18.1	16.1
مجموعی سیال ذخائر (آخر مدت)	18.7	23.1	21.4

ع: عبوری، ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

ادائیگیوں کے مجموعی توازن پر برآمدات اور ترسیلاتِ زر میں کمی کے اثرات مالی سال 17ء میں زرمبادلہ کے ملکی ذخائر میں 1.7 ارب ڈالر کی کمی سے بھی ظاہر ہوتے ہیں جبکہ جاری کھاتے کا فرق 12 ارب ڈالر سے سے زائد رہا (**شکل 6.3**) ۔ دو عوامل خاص طور پر معاون ثابت ہوئے۔ اول، حکومت مختلف دوطرفہ، کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع سے خام مالکاری کی مد میں 10.1 ارب ڈالر جمع کرنے میں کامیاب رہی، جس کا اہم سبب گذشتہ برسوں میں اصلاحاتی ایجنڈے پر عملدرآمد اور ملک کی مستحکم کریڈٹ ریٹنگ تھیں۔ دوم، مالی سال 17ء میں سی پیک سے متعلق رقوم دستیاب تھیں جو سال کے دوران مجموعی خام رقوم کی آمد (دوطرفہ و کمرشل دونوں) اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں چین کے بالترتیب 38.5 فیصد اور 49.2 فیصد حصے سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ گذشتہ تین برسوں کے دوران ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کے باعث زرمبادلہ کی بھاری مقدار میں دستیابی نے ملک کو بڑھتے ہوئے عدم توازن سے نمٹنے کے قابل بنادیا۔

تاہم، مالی رقوم کی آمد کے اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے بعض خدشات موجود ہیں۔ مالی سال 17ء میں چونکہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور جزدانی سرمایہ کاری دونوں ہی حکومتی توقعات سے کم اور جاری کھاتے کے بڑھتے ہوئے فرق کی مالکاری کے لیے ناکافی تھیں، اس لیے ملک کو اپنی بیرونی قرض گیری کو بڑھانا پڑا (**شکل 6.4**)۔ ان

[13] بریگزٹ کے ووٹ کے بعد پاؤنڈ کی قدر میں کمی بھی برطانیہ سے بھیجی گئی ترسیلاتِ کی ڈالر میں قدر کو کم کرنے کا باعث بنی۔

قرضوں کا بڑا حصہ قلیل مدتی قرضوں سمیت کمرشل قرضوں پر مشتمل تھا جس نے معیشت کو اجرائے ثانی اور قیمتوں کے از سر نو تعین دونوں قسم کے خطرات سے دوچار کر دیا۔[14]

لہٰذا آگے بڑھنے کی حکمت عملی ایسے اقدامات پر مشتمل ہوگی جن سے ملکی برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کو بحال اور زیادہ ایکویٹی رقوم کو متوجہ کیا جاسکے۔ جہاں تک برآمدات کا تعلق ہے تو یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ مالی سال 17ء کے دوران متعدد روایتی اجزا کی برآمدی مقدار میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے (اگرچہ قیمتوں کے منفی اثر نے ان کی برآمدی مالیتوں کو کمزور کر دیا تھا)۔ عالمی سطح پر یورپی ممالک کے صارفی اخراجات میں تیزی نے ٹیکسٹائل برآمدات کی مقدار کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا جبکہ ملکی سطح پر صنعتی بجلی کی رسد میں نمایاں بہتری اور برآمدی صنعتوں (اسٹیٹ بینک کی نوما کاری اسکیمیں) کو کم لاگت کے قرضوں کی دستیابی سے مدد ملی۔

شکل 6.3: جاری کھاتے کے خسارے کی مالکاری (بلحاظ ذریعہ)

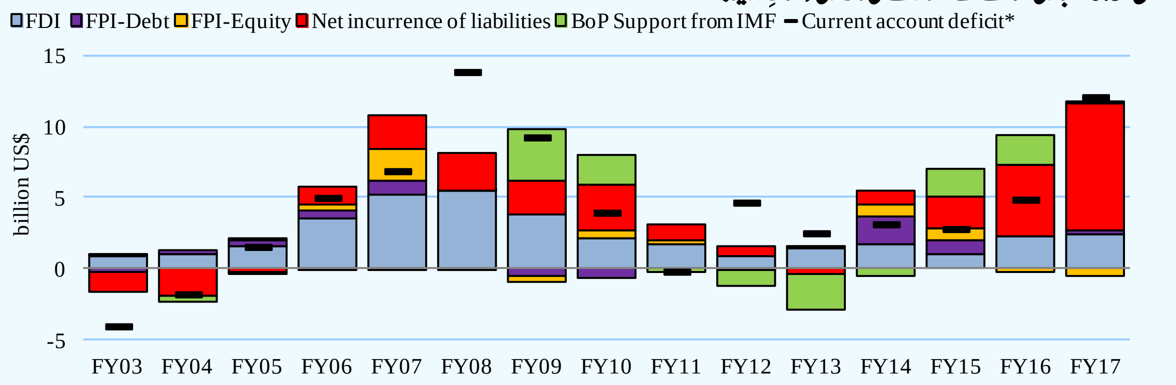

*: +ive indicates deficit . Data source: State Bank of Pakistan

پالیسی میں توجہ موجودہ رفتار کو برقرار رکھنے پر مرکوز ہے: حکومت نے برآمد کنندگان کے پھنسے ہوئے ری فنڈز کی کلیئرنگ کے ذریعے برآمدی کاروبار کو درپیش نقد رقوم کی مشکلات دور کرنے پر کام شروع کر دیا ہے۔ مزید برآں، 180 ارب روپے کے برآمدی پیکیج کے تحت دی گئی ترغیبات کے مطابق رقوم کی بروقت تقسیم کو بھی یقینی بنایا جائے گا۔

شکل 6.4: مالی رقوم کی آمد–متوقع بمقابلہ اصل

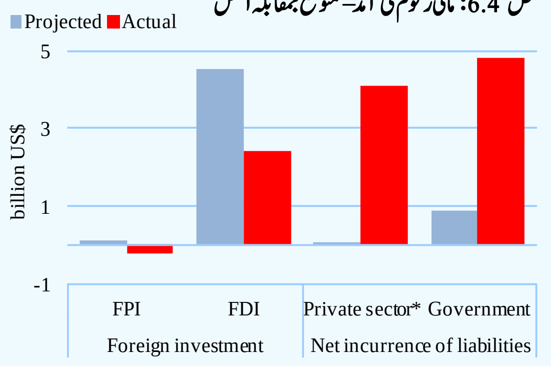

*: Including banks Source: Annual Plan 2016-17 (Planning Commission), State Bank of Pakistan.

جہاں تک کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کو بڑھانے کا تعلق ہے تو پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو (پی آر آئی) کی توجہ اب رقوم کی غیر رسمی سے رسمی ذرائع پر منتقلی کے بجائے دیگر امور پر مرتکز ہے اور وہ اب نئی مالی مصنوعات متعارف کرا رہا ہے جن سے تارکین وطن کی حوصلہ افزائی ہوگی کہ وہ اپنی بچتیں ملک بھجوائیں۔ وہ اب جی سی سی اور برطانیہ میں منسلک بندوبست کی تشکیل کے آزمودہ ماڈل پر عملدرآمد کر رہا ہے اور اس کا دائرہ کار ملائشیا، جنوبی افریقہ اور نیوزی لینڈ جیسی غیر روایتی راہداریوں تک وسیع کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک اور پی آر آئی اب ترسیلات کے کاروبار میں موبائل بینکاری ذریعے کے وسیع تر استعمال کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں؛ فی الوقت، اس

[14] ان خطرات کی نشاندہی سال کے دوران قلیل مدتی خام تقسیم اور بالاقساط ادائیگی دونوں کی بلند سطح سے ہوتی ہے۔ مالی سال 17ء میں حکومت کو قلیل مدتی خام قرضوں کی رقم تقریباً 1,663 ملین ڈالر تھی جبکہ قلیل مدتی قرضوں کی خام بالاقساط ادائیگی بڑھ کر 1,607 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔

طریقے سے ترسیلاتِ زر کی منتقلیوں کا مجموعی لین دین میں حصہ کافی کم ہے۔ آخر میں، پی آر آئی مستقل بنیادوں پر اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کوشاں ہے کہ تارکین وطن کے لیے پاکستان کو ترسیلات زر بھیجنے کی لاگت قابلِ انتظام حدود میں رہے اور یہ کہ اپنے ملک میں رقوم بھجوانے کے لیے وہ رقوم کی منتقلی کے غیر قانونی اور غیر رسمی طریقوں پر منتقل نہ ہو جائیں۔

شکل 6.5: مالی سال17ء میں درآمدی ادائیگیوں میں نمو

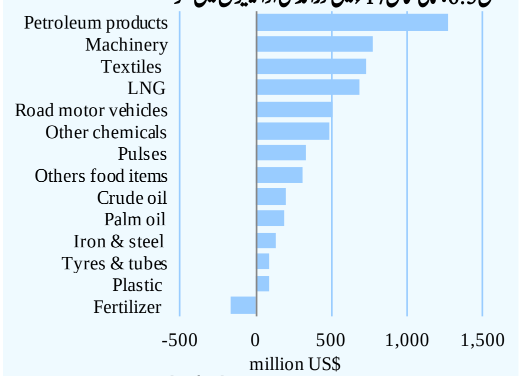

Data source: State Bank of Pakistan

مذکورہ کوششوں کے نتیجے میں ملک کی زرمبادلہ آمدنی میں خاصے اضافے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔ یہی بات سی پیک میں شامل بجلی کے علاوہ دیگر منصوبوں (جیسے خصوصی اقتصادی زونز) کے لیے بھی درست ہے جن کے فوائد طویل مدت میں اس وقت سامنے آئیں گے جب پاکستان کے برآمد کنندگان نئی منڈیوں میں داخلے اور اپنی مصنوعات کو متنوع بنانے کی ان سہولتوں کو استعمال کریں گے۔ عبوری مدت میں ملک کو زیادہ تر بیرونی قرضوں پر ہی انحصار کرنا ہے؛ تاہم ضرورت پڑنے پر مزید عارضی اقدامات سے تجارتی خسارے کو کم کیا جاسکتا ہے۔

شکل 6.6 : پاکستان کی ترسیلاتِ زر میں نمو کا رجحان

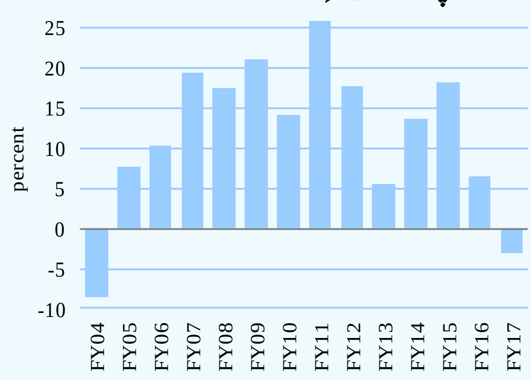

Data source: State Bank of Pakistan

6.3 جاری کھاتہ - بڑھتے ہوئے خسارے کا بنیادی سبب درآمدات ہیں

جاری کھاتے کے خسارے میں اضافے کا اہم سبب ملک کے درآمدی بل کا بڑھنا ہے جو مالی سال17ء میں 48.6 ارب ڈالر کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ: (i) سی پیک سے متعلق بجلی اور انفراسٹرکچر کی ترقی کے منصوبوں پر پیش رفت سے مشینری، بھاری گاڑیوں اور ایندھن کی طلب بڑھ گئی (**باکس 6.1**)؛ (ii) ملکی اشیا سازی اور صارفی ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں توانائی کی بڑھتی ہوئی ضروریات؛ (iii) پام آئل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ؛ اور (iv) چھوٹی فصلوں کے شعبے میں پیداواری نقصانات، جن کے نتیجے میں چاولوں اور دیگر غذائی اجزا کی درآمدات بڑھ گئیں (**شکل 6.5**)۔

برآمدی وصولیوں میں مسلسل تیسرے برس کمی کے ساتھ مالی سال 17ء میں تجارتی خسارہ بڑھ کر 26.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ خدمات کے کھاتے میں درآمدات کی بلند سطح کے اثرات کو بھی دیکھا جاسکتا ہے کیونکہ مال برداری کے چارجز میں خاصا اضافہ ہو گیا تھا۔ اتحادی سپورٹ فنڈ (سی ایس ایف) کی رقوم میں نمایاں کمی نے خدمات کے کھاتے پر دباؤ کو بڑھا دیا۔ جاری کھاتے پر مذکورہ پیش رفت کا اثر محدود ہو سکتا تھا اگر کارکنوں کی ترسیلاتِ زر اپنی نمو کے سابقہ رجحان پر عمل پیرا رہتیں؛ اس کے بجائے رقوم کی آمد گذشتہ 13 برسوں میں پہلی بار گر کر 19.3 ارب ڈالر پر آ گئی (**شکل 6.6**)۔

باکس 6.1 سی پیک سرگرمیوں سے مشینری، ٹرانسپورٹ کی درآمدات بڑھ گئیں

پاکستان اور چین کے درمیان سی پیک کا سمجھوتہ ایک ایسے وقت میں طے پایا جب بجلی کی قلت نے مقامی صنعت کو مفلوج کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ملک کے انفراسٹرکچر خاص طور پر نقل و حمل کے شعبے کی پسماندگی نے پاکستان کو کاروبار کرنے میں آسانی کے لحاظ سے دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں سے پیچھے کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔[15] چنانچہ جب اس سمجھوتے کے تحت بجلی اور ٹرانسپورٹ کے انفراسٹرکچر کے بڑی تعداد میں منصوبوں کا اعلان

---

[15] کاروبار کرنے میں آسانی کے لحاظ سے 2017ء میں 190 معیشتوں میں پاکستان 144 ویں نمبر پر تھا۔ ابھرتی منڈیوں کے جنوبی کوریا (5)، ملائشیا (23)، ویت نام (82)، انڈونیشیا (91)، اور بھارت (130) جیسے ہم پلہ ممالک کی درجہ بندی کہیں زیادہ بلند ہے (ماخذ: عالمی بینک)۔

کیا گیا تو یہ توقع تھی کہ اس کے ذریعے کاروباری برادری کے خدشات بڑی حد تک دور کیے جائیں گے۔ اب تک سی پیک کے جلد پیداوار دینے والے چند بجلی کے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں یا تکمیل کے قریب ہیں جبکہ قراقرم اور پشاور تا کراچی موٹروے سمیت کئی شاہراہوں پر تیزی سے کام جاری ہے۔[16]

لیکن یہ پیش رفت بجلی پیدا کرنے والی مشینری اور اس سے متعلق دیگر سازو سامان، بھاری کمرشل گاڑیوں (بندر گاہوں سے منصوبوں کے مقامات تک خام مال کی ترسیل) اور ایندھن (سب سے اہم ڈیزل)، بیشتر یہی گاڑیاں چلانے کے لیے، کی بھاری درآمدات کے ذریعے ممکن ہو سکا ہے۔ مالی سال 17ء میں پیٹرولیم مصنوعات، ٹرانسپورٹ اور مشینری کی درآمدات 22 فیصد اضافے کے ساتھ 21.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس طرح مجموعی درآمدات میں ان کا حصہ 43.5 فیصد تک ہو گیا ہے۔

جہاں تک مشینری کا تعلق ہے تو بجلی کی پیداوار سے متعلق آلات کی درآمدات جیسے گیس اور دخانی ٹربائن، شمسی پینل، کمپریسر اور امدادی پلانٹ وغیرہ کی درآمدات مضبوط رہیں (سیکشن 6.5)۔ علاوہ ازیں ان میں سے بیشتر درآمدات چین سے کی گئی ہیں۔ جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران درآمدی مشینری کے اجزا (ایچ ایس کوڈز 84 اور 85) میں 31.1 فیصد سال بسال اضافہ ہوا تھا۔ سی پیک کے بجلی اور انفراسٹرکچر سے متعلق مختلف منصوبوں پر پیش رفت کے ساتھ درکار بھاری مشینری (درآمد شدہ) کو ان مقامات کو منتقل کیا جاتا تھا۔ اس کے نتیجے میں کمرشل گاڑیوں کی بلند طلب پیدا ہوئی جو کہ بسوں اور دیگر بھاری گاڑیوں میں الگ الگ پرزوں کی شکل اور مکمل ساختہ یونٹوں پر مشتمل تھی۔[17]

جدول 6.1.1 : پاکستان کی چین کے ساتھ تجارت اور مالی لین دین

ملین امریکی ڈالر

	م س15ء	م س16ء	م س17ء
چین کو برآمدات	2,321	1,905	1,622
چین سے درآمدات	7,025	8,824	10,531
تجارتی توازن	-4,704	-6,919	-8,909
بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری (خالص)	319	1,064	1,186
جزدانی سرمایہ کاری	11	6	48
سرکاری دوطرفہ قرضوں کی تقسیم (خام)[1]	1,161	1,042	1,594
چینی بینکوں کے سرکاری کمرشل قرضے (خام)[1]	-	-	2,300

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان، [1] : اقتصادی امور ڈویژن

چین سے درآمدات میں اضافہ کوئی نئی بات نہیں۔ چین سے درآمدات میں صرف تین برسوں (مالی سال 15ء تا 17ء) کے دوران 50 فیصد اضافہ ہوا ہے، جو کہ سی پیک کی سرگرمیوں سے ہم آہنگ ہے۔ پاکستان کی درآمدات میں چین کا حصہ سب سے زیادہ ہے اور مالی سال 17ء میں یہ 22 فیصد تھا؛ مزید برآں، مالی سال 09ء یہ صرف 9 فیصد تھیں اور تب سے اس کا حصہ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ پاکستان کی چین کو کم ہوتی ہوئی برآمدات کے تناظر میں توازنِ تجارت کا جھکاؤ مزید چین کی طرف ہو گیا ہے (جدول 6.1.1)۔

واضح رہے کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری کی درآمدات کے ایک حصے کی مالکاری چین سے آنے والی مالی رقوم سے ہوتی ہے۔ بجلی اور تعمیرات کے شعبوں میں آپریٹ کرنے والی نجی فرموں میں ان کے چینی اسپانسرز اور کمرشل بینکوں سے بھاری مقدار میں مالکاری موصول ہوئی ہے جو ایکویٹی ادخالات یا پھر چینی بینکوں کے کمرشل قرضوں کی صورت میں ہیں۔ علاوہ ازیں، چین کے بینک اور ترقیاتی مالی ادارے حکومتِ پاکستان کے ساتھ ساتھ پاکستان میں آپریٹ کرنے والے چینی بینکوں کو بھی زرمبادلہ میں قرضے کی سہولت فراہم کر رہے ہیں۔

کارکنوں کی ترسیلاتِ زر- خلیجی ممالک سے کمی سب سے نمایاں

مالی سال 17ء میں کارکنوں کی ترسیلات زر اپنی نمو کی رفتار کو برقرار نہیں رکھ سکیں کیونکہ ان سے رقوم کی آمد میں 3.1 فیصد کمی ہوئی۔ یہ کمی تیل کی دولت سے مالا مال خلیج تعاون کونسل کے چھ رکن ممالک میں مرتکز تھی؛ امریکہ و برطانیہ دونوں ملکوں سے رقوم کی آمد کی کم سطح کے باعث اس کمی میں مزید شدت آگئی (**جدول 6.2**)۔

جدول 6.2 : کارکنوں کی ترسیلاتِ زر (ذریعے کے لحاظ سے)

قدر ملین ڈالر میں؛ نمو فیصد میں

	قدر			نمو	
	م س15ء	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء
خلیج تعاون کونسل	**12,035**	**12,756**	**12,104**	**6.0**	**-5.1**
سعودی عرب	5,630	5,968	5,470	6.0	-8.3
متحدہ عرب امارات	4,232	4,365	4,310	3.1	-1.3
کویت	748	774	764	3.5	-1.3
عمان	686	819	761	19.4	-7.1
بحرین	389	448	395	15.2	-11.8
قطر	350	381	404	8.9	6.0
امریکہ	2,703	2,525	2,444	-6.6	-3.2
برطانیہ	2,376	2,580	2,338	8.6	-9.4
یورپی یونین	364	418	483	14.8	15.6
دیگر	1,242	1,638	1,935	31.9	18.1
کل	**18,720**	**19,917**	**19,304**	**6.4**	**-3.1**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

خلیج تعاون کونسل کے ممالک سے ترسیلات زر کو پہنچنے والی ضرب کا سراغ تیل کی قیمتوں میں گراوٹ سے لگایا جا سکتا ہے جس کا آغاز 2014ء کے وسط سے ہوا تھا۔ خلیج تعاون کونسل کے ممالک سے نئے تارک وطن کارکنوں کی طلب میں بھی گذشتہ دو برسوں کے دوران نمایاں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ بڑھتے ہوئے بجٹ خسارے کے پیشِ نظر جی سی سی ممالک نے اپنے انفراسٹرکچر اخراجات میں کٹوتی کر دی ہے، جس نے خاص طور پر خطے

[16] ساہیوال میں کوئلے سے چلنے والے پلانٹ (660 میگاواٹ کے حامل دو یونٹ)، اور سندھ میں پن بجلی سے چلنے والے دو فارموں کو سی پیک کے تحت مکمل کیا گیا ہے اور وہ آپریشنل ہو چکے ہیں (ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن پاکستان)۔

[17] ٹرکوں، پک اپ اور ٹریکٹروں کی ملکی پیداوار بالترتیب 39.8 فیصد، 11.6 فیصد اور 16.1 فیصد کی مرکب اوسط شرحِ نمو (CAGR) سے بڑھی ہے (ماخذ: پاکستان آٹوموبائل مینوفیکچررایسوسی ایشن)۔

میں تعمیراتی سرگرمیوں کو متاثر کیا ہے۔[18] یہ بات مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی (بنیادی طور پر پورا 2016ء) کے لیے درست ہے کیونکہ مالیاتی بحران نے حکومتوں کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ ٹھیکیداروں کو ادائیگیوں میں تاخیر کریں جس کے نتیجے میں انہوں نے کارکنوں کی تنخواہیں روک لیں اور اپنی نئی بھرتیوں کی مہم کی رفتار کو سست کر دیا۔ ان میں سے کئی معیشتوں میں افرادی قوت کے لیے ملکی آبادی پر انحصار میں اضافہ بھی حالات کو دشوار بنانے کا سبب بنا، خاص طور پر سفید پوش تارکین وطن بننے کی خواہش کرنے والوں کے لیے۔[19]

جدول 6.3 : سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات جانے والے جنوبی ایشیائی کارکنوں کی تعداد

(ہزاروں میں)

	2014ء		2015ء		2016ء	
	سعودی عرب	متحدہ عرب امارات	سعودی عرب	متحدہ عرب امارات	سعودی عرب	متحدہ عرب امارات
پاکستان	313	351	523	327	463	296
بھارت	330	224	307	226	165	164
بنگلہ دیش	11	24	58	25	144	8

ماخذ: دفتر برائے امیگریشن اور سمندر پار ملازمت، پاکستان

وزارت برائے بہبود تارکین وطن و سمندر پار افرادی قوت بنگلہ دیش

وزارت خارجہ بھارت

مذکورہ پیش رفت نے خاص طور پر پاکستان اور بھارت کو متاثر کیا ہے۔ یہ دونوں ممالک روایتی طور پر خلیجی ملکوں کو کم ہنر مند افرادی قوت کا بڑا حصہ فراہم کرتے تھے جو تعمیراتی منصوبوں پر کام کرتے یا آفس ٹاورز، ہوائی اڈوں وغیرہ پر دیکھ بھال کے عملے کا حصہ بن جاتے تھے۔ جیسا کہ **جدول 6.3** میں دکھایا گیا ہے کہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں کام کے لیے جانے والے پاکستانی اور بھارتی تارکین وطن کی تعداد میں 2015ء اور 2016ء میں نمایاں کمی آئی ہے۔ تاہم، پاکستانی تارکین وطن اتنا متاثر نہیں ہوئے جتنا کہ سعودی عرب میں بھارتی تارکین وطن ہوئے ہیں۔

شکل 6.7: خلیج تعاون کونسل کے اہم ممالک سے پاکستان اور بنگلہ دیش کو ترسیلات

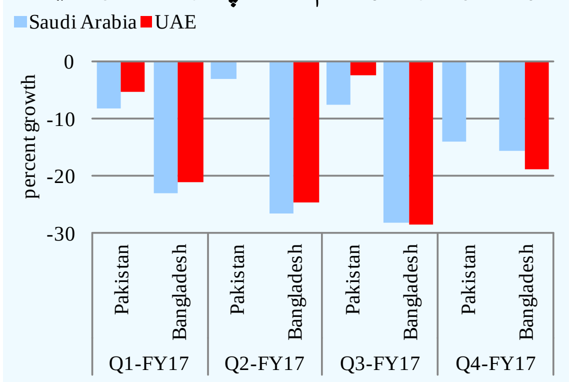

Data source: State Bank of Pakistan, Bangladesh Bank

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ممکن ہے کہ اب سعودی عرب کی فرمیں اپنی تارکین وطن کی طلب بنگلہ دیش سے پوری کر رہی ہیں، پاکستان اور بھارت سے تعلق رکھنے والے افراد کے بجائے۔ اگرچہ روزگار کے سلسلے میں سعودی عرب جانے والے بنگلہ دیشی باشندوں کی تعداد پاکستانیوں کے مقابلے میں بہت کم ہے لیکن اس میں 2014ء سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا ایک جزوی سبب ڈھاکہ کی جانب سے سخت سفارتی کوششوں کے نتیجے میں سعودی عرب کی جانب سے مرد بنگلہ دیشی کارکنوں کی بھرتی پر عائد چھ سالہ پابندی کا خاتمہ ہے۔[20] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کو بھی اپنے شہریوں کے لیے کام کرنے کا سازگار ماحول اور ملازمت کے مواقع یقینی بنانے کے لیے زیادہ سرگرم سفارت کاری کی ضرورت ہے۔[21] اس سے قطع نظر، سعودی عرب کو افرادی قوت کی بلند برآمدات کے باوجود بھی اس ملک کو سلطنت سے بھیجی گئی ترسیلات میں پاکستان کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے کمی آئی ہے (**شکل 6.7**)۔

[18] خلیج تعاون کونسل کے ممالک کا مجموعی مالیاتی توازن (جی ڈی پی فیصد کے لحاظ سے) 2014ء میں 3.1 فیصد فاضل تھا جو 2015ء میں بگڑ کر 9.4 فیصد کے خسارے میں بدل گیا اور 2016ء میں مزید ابتری کے بعد 12.0 فیصد پر آگیا۔ تاہم، 2017ء میں کمی کے بعد خسارہ 6.5 فیصد پر رہنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے کیونکہ 16-2015ء میں متعارف کیے گئے مالیاتی یکجائی کے اقدامات کے اثرات مرتب ہونا شروع ہو گئے۔ 2016ء کے آخر سے تیل کی قیمتوں میں معمولی بحالی سے بھی اسے مزید تقویت حاصل ہو گی (ماخذ: آئی ایم ایف علاقائی اقتصادی جائزہ برائے MENAP، اپریل 2017ء)۔

[19] مثلاً، سعودی عرب میں بیروزگاری کی شرح 2016ء میں 12.3 فیصد ہو گئی جو 2015ء میں 11.5 فیصد تھی (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)۔

[20] وزارت خارجہ بنگلہ دیش، پریس ریلیز بتاریخ 11 اگست 2016ء۔

[21] دبئی میں ایکسپو 2020ء سے متعلق انفراسٹرکچر اخراجات کے تناظر میں حکومت متحدہ عرب امارات کی افرادی قوت کی منڈی کے حصول کی کوشش کر رہی ہے۔ بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ (بی ای او ای) ہنر مند افرادی قوت کی بڑھتی ہوئی طلب کی توقعات کے پیشِ نظر نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن (این اے وی ٹی ٹی سی) اور ٹیکنیکل ایجوکیشن اور ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹی ای وی ٹی اے) کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے تاکہ ہنر کی ترقی سے متعلق نصاب کو بین الاقوامی معیارات کے مطابق بنایا جاسکے۔ مزید برآں، بی ای او ای پاکستانی تارک وطن کارکنوں کو درپیش مختلف مسائل کو عالمی ادارۂ محنت، عالمی تنظیم برائے پناہ گزیں، کولمبو پروسیس، ابوظہبی مذاکرات، عالمی فورم برائے ہجرت و ترقی، عالمی ادارۂ صحت اور بڈاپسٹ پروسیس وغیرہ جیسے عالمی اداروں کے سامنے اجاگر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

مالی سال 17ء میں امریکہ سے پاکستان آنے والی ترسیلاتِ زر 3.2 فیصد سال بسال کمی کے بعد 2.4 ارب ڈالر پر آ گئیں؛ یہ ان رقوم کی آمد میں مسلسل دوسرے سال کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ عالمی سطح پر سرحد پار رقوم کی منتقلیوں کے متعلق سخت ضوابط کے ساتھ MENAP خطے کو اور وہاں سے آنے والی رقوم کی ترسیلات سے وابستہ ادارے کے لیے ضروری مستعدی پر خصوصی توجہ اس ملک سے ترسیلاتِ زر میں کمی کا باعث بنی ہے۔

بنیادی آمدنی - تیل و گیس کے منافع کی کم منتقلی نے بلند سودی ادائیگیوں کا اثر زائل کر دیا

مالی سال 17ء کے دوران بنیادی آمدنی کھاتے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی بہتری دیکھی گئی اور خسارے میں 592 ملین ڈالر کمی واقع ہوئی۔ اس بہتر کارکردگی کا سبب منافع کی زرمبادلہ میں منتقلی کی رقوم میں بھاری کمی تھی جو ملک سے تیل و معدنیات کی آمدنی کی مد میں بھجوایا جاتا ہے (**جدول 6.4**)۔ اس ذریعے سے ہونے والی بچت نے دیگر شعبوں کے منافع کی بیرون ملک منتقلی کی بلند سطح کے ساتھ ساتھ سال کے دوران سودی ادائیگیوں میں اضافے کے اثرات کو زائل کر دیا۔

جدول 6.4 : بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر منافع و منافع منقسمہ کی واپسی

ملین امریکی ڈالر

	م س15ء	م س16ء	م س17ء
منافع کی مجموعی واپسی	**3,327**	**3,807**	**3,007**
جس میں			
تیل و معدنی آمدنی	1,734	1,546	1,042
منافع و منافع مقسمہ	1,328	1,512	1,734
غذا	112	129	266
مالی کاروبار	337	364	262
ٹیلی کام	254	175	177
بجلی	100	158	152
مشروبات	60	45	79
دیگر	447	583	757

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

تیل و گیس کی فرمیں مالی سال 16ء میں ہونے والے بھاری نقصانات کے اثرات سے باہر نہیں نکل سکیں کیونکہ مالی سال 17ء میں خام تیل کی قیمتیں ایک حد میں رہی تھیں۔ اس کے مقابلے میں مضبوط ملکی طلب اور بھاری فروخت کے نتیجے میں ملک میں کام کرنے والی ایف ایم سی جی کمپنیوں کا منافع بلند سطح پر رہا؛ جس کی عکاسی مالی سال 17ء کے دوران غذائی شعبے کے منافع و منافع منقسمہ کے دگنے سے بھی زائد ہونے سے ہوتی ہے۔[22] دراصل، غذائی شعبہ اس طریقے سے زرمبادلہ رقوم بھیجنے کا سرفہرست ذریعہ بن گیا اور اس کے منافع کی منتقلی چھ برسوں میں پہلی بار بینکاری صنعت سے تجاوز کر گئی۔[23]

کم شرح سود کے ماحول اور قرضوں کے لیے حکومت کی کمرشل بینکوں کے بجائے دیگر ذرائع پر منتقلی کے باعث مالی سال 17ء میں بینکاری شعبے کے منافع میں کمی آ گئی؛ اس کے نتیجے میں مالی فرموں کے منافع کی منتقلی میں سال بسال کمی ہوئی۔ لیکن پھر بھی یہ صنعت ملک سے منافع کی منتقلی کا دوسرا بڑا ذریعہ رہی۔ جہاں تک سودی ادائیگیوں کا تعلق ہے تو مالی سال 17ء کے دوران اس مد میں 1.5 ارب ڈالر کا خالص اخراج بیرونی قرضے کے حجم میں اضافے سے ہم آہنگ ہے (**باب 4**)۔ یورو بانڈز / صکوک پر ادائیگیوں میں کمی کا اثر دیگر طویل مدتی حکومتی قرضوں پر ادائیگیوں نے زائل کر دیا۔[24] غیر مالی نجی شعبے کی جانب سے سودی ادائیگیوں میں بھی مالی سال 16ء کے مقابلے میں اضافہ دیکھا گیا۔

[22] تمام اظہاریوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سال کے دوران اس شعبے کی نفع یابی میں اضافہ ہو گیا؛ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 17ء کے دوران غذائی شعبے میں 11.5 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی۔ سافٹ ڈرنکس اور جوس جیسے اہم ذیلی شعبوں کی پیداوار میں دوہندسی نمو ہوئی (بالترتیب 9.8 فیصد اور 12.1 فیصد)۔ ملک کے غذائی شعبے میں بیرونی سرمایہ کاروں کی شرکت مضبوط ہے اور مالی سال 17ء میں انضمام اور تحویل کے ایک سودے کی بدولت مالی سال 17ء یہ شعبہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا دوسرا بڑا وصول کنندہ تھا۔ دسمبر 2015ء (تازہ ترین دستیاب اعداد و شمار) تک پاکستان کے غذائی شعبے میں واجب الادا بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی رقم 2.7 ارب ڈالر یا ملک میں اس وقت مجموعی بیرونی براہِ راست کاری کا 7.9 فیصد تھی۔

[23] مالی سال 12ء تا مالی سال 16ء کے دوران بینکاری شعبے نے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں سالانہ بنیادوں پر زرمبادلہ کی شکل میں منافع و منافع منقسمہ کی سب سے زیادہ رقم بیرون ملک بھجوائی۔

[24] مالی سال 17ء میں ریاستی بانڈ پر سودی ادائیگیاں گر کر 66 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ تاہم، طویل مدتی حکومتی قرض پر ادائیگیوں میں 208 ملین ڈالر کے سال بسال اضافے نے اس کا اثر زائل کر دیا۔

خدمات کا کھاتہ - آئی ٹی برآمدات میں بہتری کا اثر اتحادی سپورٹ فنڈ کی کم رقوم نے زائل کر دیا

مالی سال 17ء کے دوران خدمات کا خسارہ 167 ملین ڈالر کے معمولی اضافے کے ساتھ بڑھ کر 3.6 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ اس معمولی کمی کا سبب سال کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ میں 387 ملین ڈالر کی کمی تھی؛ ان کے علاوہ خدمات کے کھاتے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 220 ملین ڈالر کی بہتری دیکھی گئی (**جدول 6.5**)۔

جدول 6.5 : خدمات کھاتہ
ملین ڈالر

	م س15ء	م س16ء	م س17ء
خدمات کا توازن	**-2,970**	**-3,406**	**-3,573**
حکومتی خدمات	1,768	1,476	1,177
جس میں اتحادی سپورٹ فنڈ	1,452	937	550
ٹیلی کام، کمپیوٹر اور اطلاعی خدمات	425	412	555
ٹرانسپورٹ	-2,843	-2,160	-2,574
جس میں بحری ترسیلات	-2,622	-1,638	-1,944
فضائی ٹرانسپورٹ	-245	-513	-517
سفر	-1,216	-1,516	-1,438
بیمہ و پنشن خدمات	-195	-202	-132
مالی خدمات	-122	-93	-119
دیگر کاروباری خدمات	-592	-1,056	-814

ماخذ: بینک دولت پاکستان

خدمات کے کھاتے میں بلند ترین حصہ رکھنے والے شعبے مال برداری کا خسارہ مالی سال 17ء میں 19.2 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 2.6 ارب ڈالر ہو گیا، جس کا اہم سبب فریٹ کے خسارے میں 18.7 فیصد اضافہ تھا۔ اس کی کسی حد تک توقع کی جارہی تھی کیونکہ فریٹ کا خسارہ سامان تجارت کے درآمدی بل سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ سال کے دوران خام تیل کی اوسط بلند قیمتوں نے بھی فریٹ چارجز کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔[25]

خدمات کے کھاتے میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی پست اور فریٹ چارجز کی بلند سطح نے سال کے دوران ٹیلی کام خدمات میں آنے والی بہتری کے اثرات کو زائل کر دیا۔ خالص ٹیلی کام برآمدات تقریباً پانچ گنا اضافے کے ساتھ بڑھ کر 173.3 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں جس سے ٹیلی کام، کمپیوٹرز اور اطلاعات کی خدمات کی مجموعی برآمدات 554.6 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں جو مالی سال 16ء میں 411.9 ملین ڈالر کی سطح سے 34.6 فیصد زیادہ ہے۔

6.4 مالی کھاتہ - کمرشل قرض گیری مضبوط رہی

مالی سال 17ء میں مالی کھاتے کا فاضل بڑھ کر 9.6 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو اس کی تاریخی لحاظ سے دوسری بلند ترین سطح اور گذشتہ برس کے فاضل کے مقابلے میں 41.2 فیصد زیادہ ہے۔ ان رقوم کی بلند آمد سے جزوی طور پر جاری کھاتے کے خسارے کی مالکاری میں مدد ملی اور ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی میں اعتدال آگیا۔ ان میں آنے والی بیشتر رقوم کی نوعیت قرض تخلیق کرنے والی تھی کیونکہ حکومت، بینکوں اور نجی فرموں سب نے اپنی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بیرونی قرض دہندگان سے بھاری قرضے لیے تھے۔

(i) واجبات کی خالص مالی ذمہ داری (incurrence)

مالی سال 17ء کے دوران ملک میں بیرونی قرضوں کی خالص آمد 8.9 ارب ڈالر ہوگئی جو گذشتہ برس کے 5.0 ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔ اس میں حکومت کا حصہ سب سے زیادہ (تقریباً 54.2 فیصد) تھا جس کے بعد نجی شعبہ (بیشتر بجلی کی کمپنیاں)، اور بینک۔ ان میں سے بیشتر قرضے کمرشل نوعیت کے تھے اور غیر ملکی بینکوں سے لیے گئے۔

حکومت کے معاملے میں مالی سال 17ء کے دوران سرکاری زرمبادلہ رقوم کی آمد کا سرفہرست ذریعہ کمرشل قرض گیری تھی (**جدول 6.6**)۔ ان قرضوں کا ایک بڑا حصہ قلیل مدتی تھا، جس کے اجرائے ثانی اور ملک کے بیرونی قرضوں کی ری پرائسنگ کے خطرے کے لحاظ سے اہم مضمرات ہیں۔[26] حکومت کے مجموعی قرضوں کی ادائیگی

---

[25] مالی سال 17ء میں خام تیل کی اوسط قیمتیں (برینٹ، ڈبلیو ٹی آئی اور دبئی فتح) مالی سال 16ء کے مقابلے میں 16.3 فیصد بلند تھیں (ماخذ: آئی ایم ایف)۔

[26] اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ مالی سال 17ء میں حکومت کو 1,663 ملین ڈالر کا خام قلیل مدتی قرض دیا گیا جبکہ قلیل مدتی قرضوں کی خام بالاقساط ادائیگی بڑھ کر 1,607 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ جبکہ خام رقوم کی آمد 56 ملین ڈالر رہی۔ سال کے دوران خام تقسیم اور بالاقساط ادائیگی کچھ تشویش کا باعث ہے اور اس سے اجرائے ثانی کے متعلق ملک کی بڑھتی ہوئی کمزوری کی نشاندہی ہوسکتی ہے۔

میں بھی قلیل مدتی قرضوں کا حصہ بڑھ گیا: مالی سال 17ء میں حکومتی قرضوں کی مجموعی بالا قساط واپسی میں بھی قلیل مدتی قرضوں کا حصہ 36.7 فیصد تھا جو گذشتہ برس کے 27.0 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔

مزید بر آں، ان قرضوں کے اوقات اور شدت سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ان کا مقصد بین البینک منڈی میں زرمبادلہ کی سیالیت کو مستحکم کرنا تھا، خاص طور پر مالی سال 17ء کے آخری چند مہینوں میں۔ جاری کھاتے کا خسارہ ریکارڈ بلند سطح تک پہنچتے ہی چوتھی سہ ماہی میں سرکاری بیرونی قرض گیری بڑھ گئی۔[27] دراصل پورے مالی سال 17ء کے دوران حکومت کو خالص قرضوں کا 79.1 فیصد اور خام سرکاری کمرشل قرضوں میں سے تقریباً نصف رقوم کی آمد چوتھی سہ ماہی میں ہوئی (**جدول 6.6**)۔

اسی دوران کمرشل بینکوں کو اپنی آف شور برانچوں اور سرپرست کمپنیوں سے زرمبادلہ کی قلیل مدتی اعانت ملتی رہی اگرچہ اس اعانت کی سطح گذشتہ برس کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی؛ یہ قرضے مالی سال 17ء میں بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئے جو مالی سال 16ء میں صرف 295 ملین ڈالر تھے۔

جدول 6.6 : سرکاری کمرشل قرضوں کے ذرائع*

ملین ڈالر

	چوتھی سہ ماہی م س 17ء	م س 17ء
چائنا ڈویلپمنٹ بینک	1,000	1,700
بینک آف چائنا	300	300
انڈسٹریل اینڈ کمرشل بینک آف چائنا	0	300
اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک لندن	697.9	697.9
کنسورشیم مالکاری (مقامی + بیرونی)	650.0	650.0
نور بینک، متحدہ عرب امارات	130.0	445.0
سٹی بینک	275.0	275.0
مجموعی کمرشل قرضے	3,052.9	4,367.9
مجموعی سرکاری قرضے	5,053.8	10,123.9

* یہ اعداد و شمار عبوری ہیں، خام تقسیم

ڈیٹا کا ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن، وزارت خزانہ

(ii) بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

سال کی شروعات میں حکومت نے مالی سال 17ء میں 4.5 ارب ڈالر کی خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا تخمینہ لگایا تھا۔[28] اہم مفروضہ یہ تھا کہ سی پیک کے بجلی سے متعلق منصوبوں کو اس بلند بیرونی سرمایہ کاری کا بڑا حصہ ملے گا۔ تاہم بجلی کے شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی اصل آمد میں سال کے دوران 31.4 فیصد کمی ہوئی (**جدول 6.7**)۔ مزید بر آں، مجموعی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں اس شعبے کے حصے کے ساتھ ساتھ چین سے ملنے والی مجموعی ایف ڈی آئی میں سال کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی کمی واقع ہوئی۔[29] بجلی کی وہ بیشتر فرمیں جنہیں مالی سال 16ء میں چینی ایف ڈی آئی ملی تھی، انہیں مالی سال 17ء میں سرمایہ کاری ملتی رہی، اگرچہ اس کا حجم کم تھا۔

[27] مالی سال 17ء کی چوتھی سہ ماہی میں حکومت (علاوہ یورو بانڈ/صکوک) کو خالص قرضہ جاتی رقوم کا بہاؤ 3.8 ارب ڈالر تھا جبکہ پورے سال میں 4.8 ارب ڈالر کا بہاؤ دیکھا گیا۔ چوتھی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ 4.4 ارب ڈالر تھا۔

[28] ماخذ: سالانہ منصوبہ 17-2016ء، منصوبہ بندی کمیشن۔

[29] مالی سال 16ء میں چین سے خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں 82.8 فیصد اضافہ ہوا؛ مالی سال 17ء میں شعبے کو چین سے 50.6 فیصد کم خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری موصول ہوئی۔

جدول 6.7 : پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی شعبہ وار آمد

ملین ڈالر

	مالی سال15ء			مالی سال 16ء			مالی سال17ء		
	رقوم کی آمد	اخراج	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	رقوم کی آمد	اخراج	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	رقوم کی آمد	اخراج	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
بجلی	333	51	282	1,217	58	1,159	815	20	795
تھرمل	94	51	44	438	57	382	207	14	194
آبی	178	0	178	244	1	243	213	6	207
کوئلہ	61	-	61	535	-	535	395	-	395
تیل و گیس کی دریافت	305	5	301	267	18	249	162	5	158
ٹیلی مواصلات	948	882	66	378	131	247	106	115	-9
اطلاعی ٹیکنالوجی	36	62	-25	19	30	-11	38	0	38
مالی کاروبار	407	151	256	392	103	289	100	36	64
تعمیرات	56	2	54	50	3	47	472	4	468
غذائی اشیا	49	51	-2	33	89	-56	493	0	493
الیکٹرانکس	32	32	0	50	16	34	171	28	143
کل	**2,797**	**1,809**	**988**	**3,165**	**860**	**2,305**	**2,814**	**403**	**2,411**

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

ان رجحانات سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ سی پیک منصوبوں کی فنڈنگ معدوم ہو رہی ہے۔ دراصل سی پیک کے بجلی کے منصوبوں کی مالکاری تخمینے کے مطابق ملک میں آئی، لیکن چینی بینکوں سے براہِ راست قرض گیری کی شکل میں (یعنی زرمبادلہ بین البینک منڈی میں آرہا ہے)۔[30] حتیٰ کہ بیشتر معاملات میں آف شور قرض گیری کو پاکستان بھیجنے کے لیے بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی خریداری اور سی پیک منصوبوں پر کام کرنے والے غیر ملکی ٹھیکیداروں کو ادائیگی کے لیے استعمال کیا گیا (یعنی اشیا و خدمات کی درآمد)۔

ابتدائی طور پر ایسی درآمدات کی معلومات دستیاب نہیں تھی، جبکہ ادائیگی کا بوجھ نہ تو ملکی کمرشل بینکوں کو اٹھانا پڑا نہ اسٹیٹ بینک کے پاس ان سرگرمیوں میں شامل فرموں کے لین کی تفصیلات ہیں۔ اس کے نتیجے میں درآمدی ادائیگیوں کے ساتھ ساتھ مالی کھاتے کی رقوم کی آمد ادائیگیوں کے توازن میں خام طور پر کم درج کی گئی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کسٹم کے اعداد و شمار اور ادائیگیوں کے ریکارڈ میں فرق بڑھ گیا تھا۔

ڈیٹا کے دو مجموعوں کو ہم آہنگ کرنے اور اس معاملے سے بہتر طور پر نمٹنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے بجلی کے شعبے کے کلائنٹس کے آف شور بیرونی کرنسی کھاتوں (ایف سی ایز) کے متعلق اضافی معلومات جمع کریں؛ بینکوں سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ 2015ء سے نظر ثانی شدہ معلومات مہیا کریں۔[31] جولائی 2017ء میں بجلی کی کمپنیوں کے آف شور بیرونی کرنسی کھاتوں کے متعلق تفصیلی ڈیٹا کے موصول ہونے اور اسے مرتب کرنے کے بعد اسٹیٹ بینک نے پچھلی تاریخ (جولائی

[30] مثلاً، نیپرا کی جانب سے پیداوار کے لائسنس جاری کرنے کی درخواست میں ساہیوال کے کوئلے سے چلنے والے بجلی کے منصوبے کے بیرونی اسپانسرز نے منصوبے کی مجموعی لاگت 1.8 ارب ڈالر ہونے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ توقع تھی کہ اسپانسرز اس میں 356.4 ملین ڈالر کا بطور ایکویٹی (20 فیصد) ادخال کریں گے جبکہ بقیہ 80 فیصد (1.4 ارب ڈالر) آئی سی بی سے قرضے کی شکل میں موصول ہونا ہے (ماخذ: http://www.nepra.org.pk/Licences/Licence percent20Application/2015/Generation percent20License percent20App percent20of percent20Hunaneg percent20Shdong percent20RUYI.PDF)۔

[31] یہ ہدایات ای پی ڈی کے 2016ء کے سرکلر لیٹر نمبر 14ء کے ذریعے جاری کی گئی تھیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ ہے کہ اس اقدام کی ضرورت اسٹیٹ بینک کے پاس دستیاب درآمدی ادائیگیوں کے اعداد و شمار اور کسٹم حکام کی جانب سے پاکستان دفتر شماریات کو فراہم کردہ اعداد و شمار ہیں۔ متعدد توضیحی اور آپریشنل عوامل (جیسے بحری ترسیلات اور بیمہ کی لاگت، بیچ اسکیم کے تحت کاروں کی درآمد، سونے کی درآمدات وغیرہ) سے اس فرق کی صرف جزوی وضاحت ہوتی ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے 17-2016ء کا باکس 5.1 بعنوان "سی پیک درآمدات کی مالکاری: اعداد و شمار کے فرق کا مسئلہ حل کرنا"۔

2015ء سے) میں ادائیگیوں کے توازن کے نظر ثانی شدہ شماریات جاری کیے۔ توقع کے مطابق درآمدات، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور دیگر شعبوں کو قرضوں کے متوقع اعداد و شمار پر نظر ثانی کرتے ہوئے انہیں بڑھایا گیا تھا۔

اس سال سی پیک کے تحت سڑکوں کے کئی منصوبوں پر کام کی رفتار آگے بڑھنے کی وجہ سے تعمیرات کے شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (اس کے ساتھ ساتھ چین کے سرکاری قرضہ جات) میں اضافہ ہوا۔[32] دیگر شعبوں کے علاوہ غذا اور الیکٹرانکس قابل ذکر رہے، جس کا اہم سبب دو مقامی کمپنیوں کے حصے کی بیرونی سرمایہ کاروں کو فروخت کا عمل مکمل ہونا تھا۔ دوسری جانب مالی سال 17ء میں ٹیلی کام شعبے میں خالص اخراج دیکھا گیا جبکہ گذشتہ برس 246.8 ملین ڈالر کی رقوم کی آمد ہوئی تھی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گذشتہ برس اس شعبے میں خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی بلند سطح کا سبب ٹیلی کام فرموں کا اپنی بیرون ملک سرپرست کمپنیوں سے قرضے لینا تھا، جو 4جی لائسنس (ٹیلی نور) کی خریداری، یا پھر ایک چھوٹے مسابقت کار (موبی لنک) کی تحویل کے لیے حاصل کیے گئے؛ مالی سال 17ء میں ایسی سرگرمی بڑی حد تک مفقود تھی۔

(iii) بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

سال کے دوران مجموعی جزدانی سرمایہ کاری میں نجی شعبے کی رقوم کا اخراج حاوی رہا، اور سرکاری شعبے کے تمسکات کی مد میں 250 ملین ڈالر کی خالص آمد سے تجاوز کر گیا۔[33] منزل کے لحاظ سے لکسمبرگ، برطانیہ اور ہانگ کانگ پاکستان سے جزدانی سرمایہ کاری کے اخراج کا اہم وصول کنندہ تھے۔ ممکن ہے کہ اس کا سبب ان ممالک میں عالمی بینکوں اور بیرونی فنڈز کے ایکویٹی ڈیسک کی مضبوط موجودگی ہے۔

شکل 6.8: پی ایس ایکس کا p/e ڈسکاؤنٹ اور ایم ایس سی آئی ای ایم کا اشاریہ

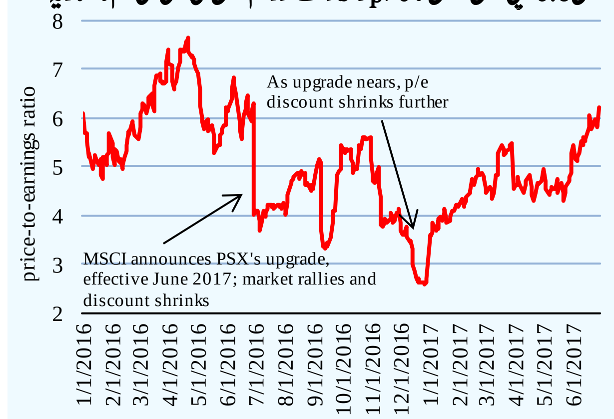

Data source: Bloomberg

پاکستان سے خالص نجی بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے اخراج کا یہ رجحان لگاتار دو برسوں میں دیکھا گیا ہے؛ عمدہ منافع دینے والے پاکستان اسٹاک ایکس چینج (پی ایس ایکس) سے بیرونی سرمایہ کاروں کا فنڈز نکالنا کچھ خلافِ قیاس معلوم ہوتا ہے۔ یہ حقیقت کہ دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کے مقابلے میں پی ایس ایکس کی کارکردگی (ایم ایس سی آئی ابھرتی منڈیوں کے اشاریے کی کارکردگی کی پیائش کے مطابق) مضبوط رہی ہے، جس سے یہ تشویش بڑھ جاتی ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کار آخر کیوں ملکی منڈی سے نکل رہے ہیں (**باکس 6.2**)۔ ایم ایس سی آئی کے ابھرتی منڈی کے اشاریے میں پاکستان کی دوبارہ درجہ بندی کے فوراًبعد خالص بھاری جزدانی رقوم کا اخراج توقعات کے برعکس تھا۔

توقعات کے پورا نہ ہونے کی تین اہم وجوہات ہیں۔ اول، پی ایس ایکس سے نکلنے کے لیے کوشاں بڑے اور اچھے انتظام کے حامل بیرونی فنڈز نے 31 مئی (جامد فنڈز سے رقوم کی آمد کے ساتھ ہی) کو مارکیٹ میں دستیاب بھاری سیالیت کو استعمال کر لیا تھا، اپنی پوزیشنوں کو خالی کرنے کے لیے۔ یہ بات درست ہے کہ پی ایس ایکس ابھی تک

[32] سرکاری دوطرفہ منصوبوں کے لیے چین سے ملنے والے سرکاری قرضوں میں قراقرم ہائی وے (11.3 ملین ڈالر) کی تزئین نو، حویلیاں تھاکوٹ سیکشن (290.7 ملین ڈالر)، پشاور کراچی موٹروے کا سکھر ملتان سیکشن (676.4 ملین ڈالر) اور لاہور میں اورنج لائن پروجیکٹ (269.7 ملین ڈالر) شامل ہیں۔ ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن۔

[33] حکومت نے اکتوبر 2016ء میں 1.0 ارب ڈالر کے صکوک جاری کیے تھے اور جون 2017ء میں عرصیت مکمل کرنے والے 750 ملین ڈالر کے یوروبانڈ کی رقم واپس کی جس کے نتیجے میں 250 ملین ڈالر کی خالص سرکاری جزدانی رقم کی آمد ہوئی۔

ایک کم گہرائی والی منڈی ہے جس کے بارہ مہینوں کا اوسط یومیہ ٹرن اوور 102 ملین ڈالر سے زیادہ ہے، جو ایم ایس سی آئی کو اپ گریڈ کرنے کے موقع پر منتج ہوا۔ تاہم 31 مئی کو ٹرن اوور بڑھ کر 475 ملین ڈالر تک پہنچ گیا، جس سے بیرونی فنڈز کو اپنی ہولڈنگز کو آف لوڈ کرنے کا موقع مل گیا۔

دوم، پاکستان کی ایکویٹیز کی زیادہ قیمت لگائی گئی ہے۔ قیمت اور آمدنی (p/e) ڈسکاؤنٹ جس پر پی ایس ایکس، ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے کے مقابلے میں خرید و فروخت کر رہا تھا، وہ دسمبر 2016ء تک متواتر سکڑ تا رہا کیونکہ مقامی سرمایہ کاروں کی سرگرمی مضبوط تھی۔ p/e ڈسکاؤنٹ اس کے بعد جنوری 2017ء سے بڑھنا شروع ہوا، پاکستان اسٹاک ایکس چینج میں اضافے میں اعتدال کے ساتھ (بیشتر مقامی پیش رفتوں کے باعث)، پھر بھی یہ ایم ایس سی آئی کو اپ گریڈ کرنے کے موقع پر جون 2016ء میں اصل ایم ایس سی آئی کے اعلان کے مقابلے میں زیادہ تھا(**شکل 6.8**)۔[34]

سوم، ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے میں پاکستان کا وزن دراصل 0.2 فیصد کے ارد گرد ہونا چاہیے جو بعد ازاں کم ہو کر 0.1 فیصد سے کچھ زیادہ ہو گیا۔ امکان ہے کہ اس کمی نے جامد فنڈز (passive funds) سے آنے والی خام رقوم پر براہِ راست اثر ڈالا ہو گا، جو کہ ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

باکس 6.2: مالی سال 16ء اور 17ء میں پاکستان اسٹاک ایکس چینج میں وسعت کے ساتھ جزدانی سرمائے کا اخراج

گذشتہ دو برسوں کے دوران ملکی اسٹاک مارکیٹ نے اچھی کارکردگی دکھائی ہے اور امریکی ڈالر کے لحاظ سے اس نے مالی سال 16ء میں 6.8 فیصد اور مالی سال 17ء میں 23.1 فیصد منافع دیا ہے۔ انہی دو برسوں میں پاکستانی ایکویٹی سے خالص جزدانی سرمایہ کاری کے اخراج کی رقم خاصی صحت مند تھی جو 850 ملین ڈالر بنتی ہے۔ اس باکس میں اس صورت حال کے پس پردہ کارفرما ان عوامل کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے جن میں بیرونی سرمایہ کار بظاہر پاکستان اسٹاک ایکس چینج (جو دیگر ابھرتی منڈیوں کے مقابلے میں بہتر معلوم ہوتی ہے) کی کارکردگی کے متعلق تشویش میں مبتلا نہیں لیکن پھر بھی وہ پاکستان سے اپنے فنڈز نکال رہے ہیں۔ اس تجزیے کے لیے ہم پاکستان اسٹاک ایکس چینج کی کارکردگی اور بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی سمت کو چار مختلف مرحلوں میں تقسیم کرسکتے ہیں (**شکل 6.2.1**)۔

شکل 6.2.1 : پی ایس ایکس 100 انڈیکس کا اضافی منافع اور پاکستان کے اسٹاکس اور فنڈز میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

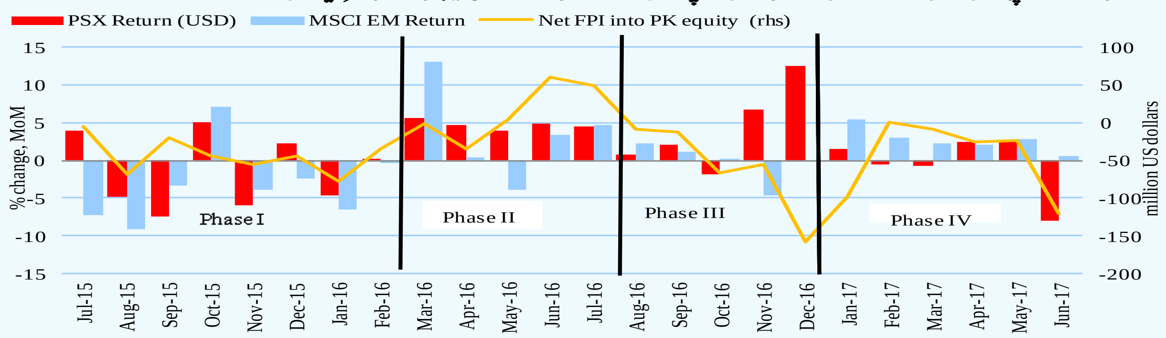

Data source: Bloomberg, State Bank of Pakistan

مرحلہ اول: پاکستان اسٹاک ایکس چینج اور ایم ایس سی آئی ای ایم انڈیکس کی کارکردگی اس مدت کے دوران عمومی طور پر کمزور رہی، اور پاکستانی ایکویٹیز اور فنڈز میں سے خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کا مسلسل اخراج دیکھا گیا ہے؛ دیگر ابھرتی منڈیوں میں بھی ایسے ہی سرمائے کا اخراج درج کیا گیا۔ اس کا اہم سبب امریکہ کی جانب سے سات سالہ طویل مقداری نرمی کا خاتمہ (دسمبر 2015ء میں) ہے جس نے عالمی فنڈز کو ترغیب دی کہ وہ اپنے بیرونی جزدانی سرمایہ کاری فنڈز میں اس کے مطابق ردوبدل کریں۔ چینی یوآن کی قدر میں اچانک اور بھاری کمی (اگست 2015ء)، روس اور ترکی کے درمیان علاقائی وسیاسی کشیدگی نے بھی ابھرتی منڈیوں کے سرمائے کی بہاؤ کی مشکلات بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

دوسرا مرحلہ: تقریباً، اس ساری مدت میں مقامی ایکویٹیز نے ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے سے بہتر کارکردگی دکھائی، جس کا اہم سبب یہ ہے کہ مقامی سرمایہ کار بظاہر اپنی پوزیشنوں کو مستحکم کر رہے تھے، پاکستان اسٹاک ایکس چینج کی ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے میں شمولیت کے پیشِ نظر جو بہت قریب تھی۔ اسی توقع میں اور اپ گریڈ کے اعلان کے بعد خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری بھی مثبت ہو گئی (وسط جون 2016ء میں)۔

تیسرا مرحلہ: بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کا اخراج شروع ہو گیا، اس مرتبہ امریکہ میں مزید زری سختی کی توقعات کے ردعمل میں (دسمبر 2016ء میں امریکی فیڈرل ریزرو کی شرح میں اضافے کے ساتھ)۔ نومبر تا جنوری کے دوران رقوم کے اخراج میں تیزی آگئی کیونکہ عالمی سرمایہ کاروں نے امریکا کے صدارتی انتخابات کے نتائج کو مدنظر رکھنا شروع کر دیا تھا؛ ابتدائی طور پر یہ توقعات تھیں کہ نئی امریکی انتظامیہ کی پالیسی تجاویز کے نتیجے میں ملک میں

---

[34] 10 جون 2016ء کو ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے پر پاکستان اسٹاک ایکس چینج کا قیمت / آمدنی ڈسکاؤنٹ 6.5 فیصد تھا (اصل ایم ایس سی آئی کا اعلامیہ 14 جون 2016ء کو کیا گیا تھا)۔ 30 مئی 2017ء (یعنی اصل درجہ بندی سے ایک روز قبل) کو یہ ڈسکاؤنٹ 4.8 فیصد تھا (ماخذ: بلومبرگ)۔ (نوٹ: ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے پر پاکستان اسٹاک ایکس چینج کا قیمت / آمدنی ڈسکاؤنٹ جتنا کم ہو گا بیرونی سرمایہ کاروں کی نظر میں پاکستانی اسٹاکس دیگر ہم پلہ ممالک کے مقابلے میں کم پرکشش ہو جائے گا۔

مہنگائی کا دباؤ پیدا ہو گا، جس کی وجہ سے امریکی فیڈرل ریزرو کو اپنی شرح سود میں فوری طور پر اضافہ کرنا پڑے گا۔ اس مدت کے دوران تمام ابھرتی منڈیوں کو سرمائے کے اخراج کا سامنا کرنا پڑا اور پاکستان بھی اسی عمل سے گزرا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے رقوم کے اخراج میں اس وقت تیزی دیکھی گئی جب مقامی سرمایہ کاروں کی جانب سے خریداری میں تیزی آگئی (خاص طور پر نومبر اور دسمبر 2016ء میں)، جسے جزوی طور پر سپریم کورٹ کی جانب سے پانامہ پیپرز کیس سے متعلق درخواستوں کی سماعت کا فیصلہ کرنے کے بعد پیدا ہونے والی غیر یقینی صورت حال سے جزوی طور پر تحریک ملی۔ مقامی خریداری نے نہ صرف بیرونی سرمایہ کاروں کی فروخت کو مکمل طور پر جذب کر لیا بلکہ پی ایس 100 انڈیکس کو نئی بلندیوں پر پہنچا دیا۔

چوتھا مرحلہ: پاکستان اسٹاک ایکس چینج میں یکجائی کے مرحلے کی شروعات کے ساتھ جنوری تا اپریل مالی سال 17ء میں نشانیہ اشاریے میں 3.0 فیصد کمی واقع ہوئی۔ مقامی سرمایہ کاروں نے محتاط رویہ اختیار کیا اور کہا جاتا ہے کہ بازار کی سیالیت کچھ سخت ہو گئی تھی۔ سرمایہ کاروں کے محتاط رویے کا سبب دو بروکروں کا اپنے موکلین کے فنڈز کے ساتھ ملک سے فرار اور سرمایہ منڈی کے ضابطہ کار کی جانب سے "منڈی میں سازباز" پر متعدد بروکروں کے خلاف تفتیش کے ساتھ مارجن فنانسنگ کی نئی پروڈکٹ اور متعلقہ ضوابط متعارف کرانا ہے۔ بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے اخراج میں تیزی سے کمی ہو گئی، اگرچہ خالص بنیادوں پر آنے والی رقوم معمولی تھیں۔

ان عوامل کے ساتھ ساتھ ملک کے بیرونی کھاتے کی پوزیشن کے متعلق خدشات اور بدلتی سیاسی صورت حال نے بھی ممکن ہے کہ بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے ابھرتی منڈیوں میں اپنے ہم پلہ ممالک کے مقابلے میں پاکستانی اسٹاکس کی کشش کم کر دی ہو، اور اس لیے وہ نئی بھاری پوزیشن لینے سے گریز کر رہے ہوں۔ آگے چل کر اس بات کا امکان بہت زیادہ ہے کہ پاکستان اسٹاک ایکس چینج کی جانب سے دیا جانے والا مطلق منافع (ڈالر کے لحاظ سے) اب سرمایہ کاروں کے لیے اتنا پرکشش نہیں رہا۔ دوسری جانب، بظاہر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ وسعت جس کی بنیاد پر بیرونی سرمایہ کار مقامی ایکویٹی کی کارکردگی کا تعین کرتے ہیں، اس میں خاصی کمی آچکی ہے۔

6.5 تجارتی کھاتہ[35]

مالی سال 17ء میں سازگار پالیسی عوامل اور سی پیک اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام سے متعلق بلند اخراجات کے باعث حقیقی جی ڈی پی کی نمو کے ایک دہائی کی بلند ترین سطح 5.3 فیصد تک پہنچنے کے لحاظ سے ملکی درآمدات 18.5 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 53.0 ارب ڈالر کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گئیں۔ اس میں اطمینان کا پہلو یہ ہے کہ درآمدات میں نصف سے زائد اضافہ اشیائے سرمایہ میں ہوا ہے، جن کا مالی سال 17ء میں ملک کے تجارتی خسارے کو تاریخ کی بلند ترین سطح 32.6 ارب ڈالر تک لے جانے میں بھی اہم کردار رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مطلق قدر اور جی ڈی پی کے فیصد دونوں لحاظ سے برآمدات میں کمی بیرونی شعبے کے استحکام کے لیے ایک چیلنج بن چکی ہے (**شکل 6.9**)۔

شکل 6.9: پاکستان کی تجارتی کارکردگی

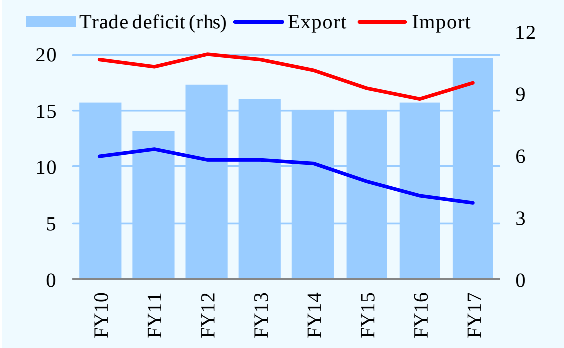

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

پاکستان کی برآمدات میں کمی خاص طور پر ایسی صورت میں تشویش کا باعث ہے جب اسے کئی ابھرتی منڈیوں میں برآمدات کی حالیہ بحالی کے تناظر میں دیکھا جائے۔ تاہم، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسابقتی مسائل سے زیادہ اس رجحان سے انحراف مصنوعات کی عدم مطابقت کا عکاس ہے: وہ اجزا جو ابھرتی منڈیوں کی حالیہ برآمدی نمو کو بڑھا رہے ہیں وہ بنیادی طور پر ہائی ٹیک اجزا جیسے الیکٹرانکس، صارفی الیکٹرانکس کا سامان، مشینری اور اجناس وغیرہ پر مشتمل ہیں (**باکس 6.3**)۔

باکس 6.3 ابھرتی منڈیوں کی برآمدات میں بحالی - اہم عوامل اور امکانات[36]

اجناس کی عالمی قیمتوں میں 2015ء سے کساد بازاری کے آغاز سے کئی ابھرتی ہوئی ایشیائی معیشتوں کی برآمدات میں کمی آنا شروع ہو گئی (**شکل 6.3.1**)۔ برآمدی مقدار بھی متاثر ہوئی کیونکہ ترقی یافتہ معیشتوں (جو کم معاشی نمو کے مرحلے سے گزر رہی تھیں) اور چین (جو تزویراتی لحاظ سے کم قدر کی حامل مصنوعات کو ترک کرنے اور زیادہ ہائی ٹیک پیداوار کے حصول کے لیے کوشاں تھا) کی درآمدی اشیا کے لیے طلب کمزور رہی۔

[35] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کے کسٹمز کے اعدادوشمار پر مبنی ہے۔ اس سیکشن میں دی گئی معلومات ادائیگیوں کے ریکارڈ کے ڈیٹا سے مماثلت نہیں رکھتی جسے **سیکشن 6.1** میں درج کیا گیا ہے۔ ڈیٹا کے دو سلسلوں کو سمجھنے کے لیے برائے مہربانی ضمیمہ اعدادوشمار کی توضیح ملاحظہ فرمائیں۔

[36] اس باکس میں دی گئی معلومات اور پیش کیا گیا تجزیہ نومرا گلوبل ریسرچ کے تحقیقی نوٹ بعنوان، "ایشیا کا تیز لیکن برآمدات میں اضافے کا مختصر چکر" سے لیا گیا ہے۔

شکل 6.3.1 : ابھرتی ہوئی منڈیوں کی معیشتیں اور برآمدی کارکردگی

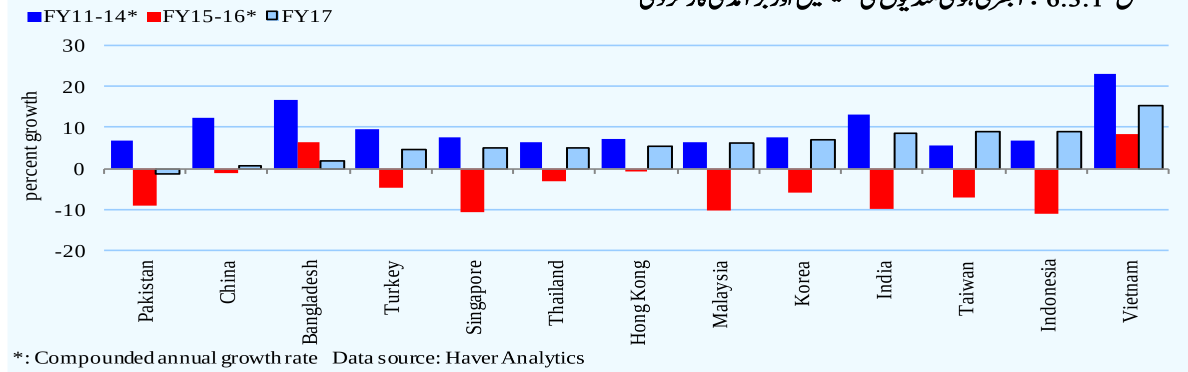

شکل 6.3.2 : ایشیائی معیشتوں(علاوہ جاپان) کی برآمدی کارکردگی کی تفصیل

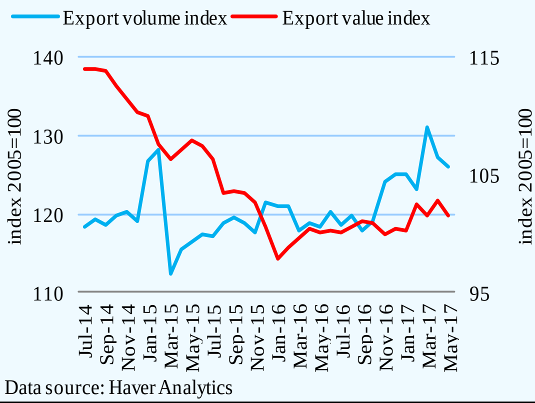

اجناس کی قیمتوں (جیسے خام تیل اور پام آئل) میں کمی نے ملائشیا اور انڈونیشیا جیسی ابھرتی منڈیوں کی برآمدی کارکردگی کو متاثر کیا جبکہ کئی اہم مغربی منڈیوں اور چین کی کمزور طلب نے ایشیا کی کئی برآمدی معیشتوں پر اثرات مرتب کیے (ویت نام اور بنگلہ دیش کے علاوہ)۔ پاکستان بھی ان بیرونی پیش رفتوں سے اثر قبول کیے بغیر نہیں رہ سکا اور مالی سال 15ء میں اس کی برآمدی آمدنی میں 3.9 فیصد جبکہ مالی سال 16ء میں 8.8 فیصد کمی واقع ہوئی۔[37] اس سے قطع نظر، مالی سال 17ء میں اجناس کے عالمی نرخوں میں اضافہ کئی ابھرتی منڈیوں کے لیے اطمینان کا باعث بنا جن کی برآمدات عام طور پر مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی سے بحال ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔[38] قیمتوں میں اس بحالی کے ساتھ چین اور یورپی یونین جیسے اہم درآمد کنندگان کی طلب میں مضبوط بحالی شروع ہوگئی: اس کے نتیجے میں کئی ایشیائی معیشتوں کی برآمدی مقدار میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا(**شکل 6.3.2**)۔ مذکورہ پیش رفت کا نتیجہ مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی میں کئی ممالک کی برآمدات میں دوہندسی نمو کی صورت میں نکلا(**جدول 6.3.1**)۔

اس پس منظر میں پاکستان کی برآمدی کارکردگی غیر اطمینان بخش معلوم ہوتی ہے: مسلسل کمی کے بعد مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی میں برآمدات میں 1.3 فیصد بحالی ہوئی لیکن تیسری سہ ماہی میں یہ ایک بار پھر منفی(1.7 فیصد) ہو گئی جبکہ چوتھی سہ ماہی میں یہ دوبارہ مثبت ہوگئی(3.0 فیصد)۔ لیکن اس قدرے کمزور کارکردگی کو صرف ملکی عوامل سے منسوب نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ضروری ہے کہ دیگر ابھرتی معیشتوں کی برآمدی کارکردگی میں بہتری کے محرکین کا جائزہ لیا جائے۔

شکل 6.3.3 الف: چین کی کچ دھات کی درآمدات اور ذخائر

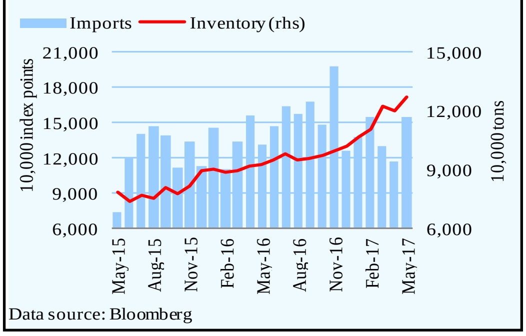

شکل 6.3.3ب: عالمی دھاتی اجناس کی قیمتیں

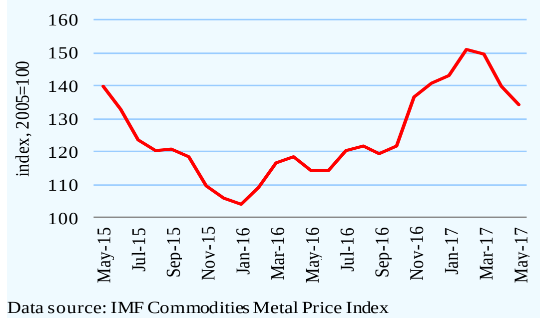

دنیا کے دوسرے بڑے درآمد کنندہ ملک چین کی جانب سے خریداریوں کے حالیہ رجحانات سے بعض دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں۔ مالی سال 17ء میں چین کی درآمدات میں پائیدار بحالی میں اجناس، مشینری اجزا اور برقی سامان نے اہم کردار ادا کیا تھا، وہ مصنوعات جو پاکستان برآمد نہیں کرتا[39]۔ جولائی تا جنوری مالی سال 17ء میں چین کی مجموعی درآمدات کو بڑھانے والے اہم تین اہم عوامل میں پیٹرولیم مصنوعات، کچ دھات اور برقی آلات (سیمی کنڈکٹر

---

[37] مالی سال 15ء میں چین سے پاکستان کی برآمدی وصولیوں میں 13.6 فیصد اور مالی سال 16ء میں مزید 17.9 فیصد کمی ہوئی۔

[38] مالی سال 17ء میں آئی ایم ایف کے تمام اجناس کی قیمت کے اشاریے میں اوسطاً 11.9 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 16ء میں اس میں 30.0 فیصد اور مالی سال 14ء میں 23.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔

[39] مالیت کے لحاظ سے مالی سال 17ء میں چین کی مجموعی درآمدات میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 8.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 16ء میں یہ 11.9 فیصد تک کم ہوئی تھیں۔ اسی طرح، مالی سال 17ء میں 28 رکن یورپی یونین کی درآمدات میں 4.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 16ء میں ڈالر کے لحاظ سے ان میں 9.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔

چپس وغیرہ)، جن کا اس مدت کے دوران ملکی برآمدات کو بڑھانے میں تقریباً 84 فیصد حصہ ہے۔[40] اس کے مقابلے میں بنائی یا کروشیے کے کپڑوں سے بنی چین کی درآمدات جنہیں پاکستان مہیا کرتا ہے، ان میں اس مدت کے دوران 0.05 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا۔

اس ضمن میں ٹیکنالوجی کے اجزا کی عالمی برآمدات کے حالیہ رجحانات یہاں کچھ خصوصی توجہ کے متقاضی ہیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ فی الوقت چین کی بلند طلب ان کی مانگ کو بڑھا رہی ہے۔ اول، بیرونی منڈی سے وابستہ تحقیقی ماہرین کے مطابق ملک میں ٹیکنالوجی اور ٹیلی کام کمپنیاں 2016ء سے صارفین کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں کہ وہ دستیاب ٹو، تھری جی کے بجائے فور جی کے موبائل فون پر منتقل ہو جائیں، جس کے نتیجے میں ملک میں اسمارٹ فون کی مختلف اقسام کی طلب میں بھاری اضافہ ہوگیا۔ اس کے نتیجے میں سیمی کنڈکٹروں جیسے منسلکہ برقی اجزا کی طلب میں اضافہ ہوگیا، جسے جنوبی کوریا، تائیوان، ملائشیا اور تھائی لینڈ سے پورا کیا گیا۔ دوسرا، ایپل کے تازہ ترین آئی فون سلسلے (جو ستمبر 2017ء میں مارکیٹ میں آیا تھا) کا فون سیٹ متعارف ہونے کے بعد الیکٹرانکس کی عالمی رسد کی کڑی کو تحریک ملی؛ چونکہ اسمارٹ فون کو اسمبل کرنے والی کمپنیوں میں چینی کمپنیاں بھی شامل ہیں اس لیے برقی پرزوں اور دیگر سامان کے لیے ان کی طلب میں اضافہ ہوگیا۔ ٹیکنالوجی اشیا کے علاوہ چین سے کچھ دھات اور مینگنیز جیسی اجناس کی طلب بھی بڑھ رہی ہے کیونکہ ملکی کاروباری ادارے اپنے ذخائر کو بڑھا رہے ہیں (**شکل 6.3.3الف**)۔ اس پیش رفت نے دھات کی بین الاقوامی قیمتوں کو بڑھانے میں کردار ادا کیا ہے (**شکل 6.3.3ب**)، لہٰذا ملائشیا، انڈونیشیا اور بھارت سمیت اہم رسد کنندگان کی برآمدی کارکردگی میں اس کا حصہ مثبت رہا ہے۔ تاہم، مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی سے چین کی اجناس کی درآمدات سست رفتاری کا شکار ہیں اور دھات کی قیمتوں میں کمی بھی دیکھنے میں آئی ہے۔

جدول 6.3.1 : مالی سال 17ء میں ابھرتی منڈیوں کی برآمدی نمو

فیصد	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	چوتھی سہ ماہی
بنگلہ دیش	4.1	4.7	3.1	-4.4
چین	-7.0	-5.3	8.1	9.2
بھارت	-0.8	6.0	18.5	10.0
انڈونیشیا	-4.9	14.0	20.7	7.8
کوریا	-5.0	1.8	14.7	16.8
ملائشیا	-2.1	1.9	14.4	11.5
تائیوان	-0.3	11.2	15.8	10.2
تھائی لینڈ	1.0	3.8	4.9	10.9
پاکستان	-9.0	1.3	-1.5	2.8
ویت نام	9.1	14.7	15.2	22.6

ماخذ: ہیور اینالیٹکس

اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے: وہ عوامل جو کئی ابھرتی ہوئی معیشتوں کی حالیہ برآمدی نمو کو بڑھانے کا محرک ہیں بظاہر ان کی نوعیت گردشی ہے۔ اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ ٹیکنالوجی آلات کی موجودہ مضبوط طلب 2018ء میں بھی برقرار رہ سکے گی کیونکہ مضبوط اساسی اثر کے سامنے آنے اور آلات کے لیے صارفین کے ابتدائی جوش و خروش میں کمی کے بعد نئے الیکٹرانکس اجزا کی خردہ فروخت میں کمی شروع ہو جائے گی۔[41] دوسرا، جیسا کہ **شکل 6.3.3الف** اور نیچے دیے گئے چاول کی برآمدات پر سیکشن سے نشاندہی ہوتی ہے کہ چین میں اس جنس کے ذخائر میں اضافے کا عمل اپنی بلند ترین سطح تک پہنچ چکا ہے، کیونکہ ذخائر کی سطح میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ان دونوں عوامل سے اس بات کو واضح طور پر یقینی بنانے میں مدد ملے گی کہ ابھرتی ہوئی برآمدی منڈیوں کی اجناس اور بلند قدر کے حامل ٹیکنالوجی اجزا سے برآمدات میں ہونے والی مضبوط نمو کی عمر کم رہے گی۔

پاکستان کے معاملے میں ان پیش رفتوں کے خالص اثرات کا اثر معمولی ہوگا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ملک ایسی مصنوعات برآمد نہیں کرتا جو ایشیائی معیشتوں میں برآمدات کی حالیہ بحالی کا محرک ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مصنوعات کے تنوع اور نفاست کا فقدان برآمدی صنعت کی طویل مدتی نمو پذیری کے لیے سنگین مضمرات رکھتا ہے۔ تاہم، موجودہ منظرنامے میں یہ یقینی بھی بنائے گا کہ ملک کی برآمدی کارکردگی متاثر نہیں ہوگی جب دیگر ابھرتی منڈیوں کی موجودہ برآمدی نمو کا محرک بننے والے گردشی عوامل ممکنہ طور پر استرداد کی راہ پر گامزن ہوں گے۔

برآمدات

مالی سال 17ء میں پاکستان کی برآمدات میں 1.6 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 16ء میں 12.5 فیصد کی بھاری کمی ہوئی تھی۔ یہ کمی مالی سال 17ء میں مرتکز تھی جس نے مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی کے دوران ہونے والی 0.7 فیصد کی معمولی کمی کا اثر زائل کر دیا۔ مجموعی برآمدی کارکردگی سے بڑی حد تک ٹیکسٹائل گروپ کو ظاہر کرتی ہے جس کی برآمدات میں دوسری ششماہی میں 1.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ پہلی ششماہی میں 1.8 فیصد کمی ہوئی تھی (**جدول 6.8**)۔ تاہم اہم غیر ٹیکسٹائل برآمدات خاص طور پر غیر باسمتی چاول، چمڑا، جوتے اور سیمنٹ میں پورے سال کمی دیکھی گئی۔

غیر ٹیکسٹائل برآمدات ملی جلی کارکردگی کی عکاس ہیں

مالی سال 17ء میں مجموعی غذائی برآمدات میں 7.0 فیصد کمی ہوئی جس کا اہم سبب غیر باسمتی چاول، گوشت، پھل اور سبزیوں کی کم بحری ترسیلات (shipments) ہیں، جنہوں نے سمندری غذا، مصالحوں اور تمباکو کی برآمدات میں قابل ذکر اضافے کا اثر زائل کر دیا۔ غیر باسمتی چاول کے معاملے میں چین کی منڈی میں کمی زیادہ نمایاں ہے، جہاں پر گذشتہ دو برسوں میں اضافی ذخائر بڑھانے سے فاضل رسد وافر مقدار میں دستیاب ہوگئی ہے۔[42] نہ صرف چین نے اس جنس کی درآمد میں کمی کر دی ہے بلکہ

[40] ماخذ: چین کی کسٹم شماریات جس تک اس لنک سے رسائی حاصل کی گئی:
//china-trade-research.hktdc.com/business-news/article/Factsand-Figures/China-Customs-Statistics/ff/en/1/1X000000/1X09N9NM.htm

[41] اس نکتے کو نومرا گلوبل مارکیٹ ریسرچ نے ایک نوٹ بعنوان، "ایشیا کا تیز لیکن برآمدات میں اضافے کا مختصر چکر" میں بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

[42] چین میں 18-2017ء کے موسم کے اختتام پر چاول کے ذخائر بڑھ کر دو دہائی کی بلند ترین سطح 75.7 ملین ٹن تک پہنچنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے (ماخذ: امریکی محکمہ برائے زرعی چاول، امکانات جولائی 2017ء)۔

اس نے بعض افریقی ملکوں (خصوصاً آئیوری کوسٹ، زمبابوے، موزمبیق، یوگنڈا، اور ملاوی) میں اپنے ذخیرے کو فروخت کرنا شروع کر دیا ہے، جو قبل ازیں پاکستان سے یہ پروڈکٹ منگوا رہے تھے۔[43] اس کے علاوہ گھانا، گنی، نائجیریا اور سینیگال میں چاول کی پیداوار بڑھنے سے چاول کی پاکستانی اقسام کے لیے ان کی مانگ کم ہو گئی۔[44]

مالی سال 17ء میں پاکستان کے باسمتی چاول کی برآمدات میں 2.9 فیصد کمی ہوئی، جبکہ گذشتہ برس اس سے کہیں زیادہ بڑی 25.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ یہ کمی مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں دیکھی گئی کیونکہ دوسری ششماہی میں متحدہ عرب امارات اور قطر کی جانب سے بھاری خریداریوں کے باعث ان کی برآمدات میں خاصی بحالی ہوئی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی چاول کے برآمد کنندگان نے ان منڈیوں میں اپنے مسابقت کاروں کے مقابلے میں کم قیمت لگائی ہے۔

جدول 6.8 : مالی سال17ء میں برآمدات میں نمو

فیصد

	پہلی ششماہی	دوسری ششماہی	م س17ء
غذائی گروپ	**-11.2**	**-3.3**	**-7.0**
باسمتی چاول	-22.6	19.3	-1.9
غیر باسمتی	-16.4	-18.1	-17.3
سمندری غذا	10.3	32.6	21.2
ٹیکسٹائل گروپ	**-1.8**	**1.9**	**0.03**
خام کپاس	-49.9	52.2	-43.1
سوتی دھاگہ	-6.3	4.1	-1.7
سوتی کپڑا	-3.9	-3.1	-3.5
نٹ ویئر	-1.2	1	-0.1
بستر کی چادریں	6.2	5.4	5.8
تولیے	-6.2	5.6	-0.4
تیار ملبوسات	5.8	5.5	5.6
دیگر اشیا ساز گروپ	**-5.9**	**-2.6**	**-4.3**
چمڑا	-7.9	-1.4	-4.7
چمڑا ساز	-4.4	-8.8	-6.5
جوتے	-6.4	-18.1	-13.2
پلاسٹک	14.8	14.1	14.5
ادویات	3.1	4.3	3.7
سیمنٹ	-14.6	-38.9	-26
مجموعی برآمدات	**-4.0**	**0.5**	**-1.7**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

پاکستانی چاول کی برآمدی مقدار کے بھارت سے تقابل سے دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں۔ اول، مشرقِ وسطیٰ کی معیشتوں میں بظاہر جنوبی ایشیا کے چاول کے دو پیداکاروں سے چاول منگوانے کے معاملے پر واضح اختلاف پایا جاتا ہے (**شکل 6.10 الف، ب**)۔ سعودی عرب کی بڑی منڈی میں، پاکستان کا حصہ مسلسل بھارت حاصل کر رہا ہے۔ تاہم، معلوم ہوتا ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں ایران اور متحدہ عرب امارات دونوں میں پاکستان کے باسمتی چاول کی طلب بڑھی ہے، بھارت کے حصے کی لاگت پر۔

آگے چل کر پاکستان یورپی یونین کی منڈی میں بھی کم از کم جزوی طور پر بھارت کا حصہ لے سکے گا کیونکہ یورپی بلاک نے معیار کے خدشات کے پیشِ نظر بھارت کے باسمتی چاول پر پابندی عائد کر دی ہے، پھپھوندی کے اطلاق پر سخت قواعد نافذ کرنے کے بعد۔[45] پاکستان عام طور پر یورپی یونین کو باسمتی چاول کی 'سپر' قسم برآمد کرتا ہے جو کیڑوں کے حملوں کے مقابلے میں کمزور نہیں ہے۔ یہ حقیقت کہ یورپی یونین کی چاول کی درآمدی مقدار بڑھ (2016ء میں 2.0 فیصد اضافہ) جانے سے پاکستانی چاول کے برآمد کنندگان ایسی پوزیشن میں آ گئے ہیں کہ وہ اس بلاک میں اپنی رسائی میں توسیع کر سکیں۔ لیکن ایسا اسی صورت میں ممکن ہے اگر وہ نئی اقسام پر تحقیق، فصلوں کی یافت میں بہتری اور اپنی برانڈ کا امیج بنانے کے لیے زیادہ وقت اور وسائل وقف کریں تاکہ وہ اپنے روایتی مسابقت کاروں سے بہتر مسابقت کے حامل ہو سکیں۔

[43] مجموعی طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران چار ممالک نے 176،841 میٹرک ٹن درآمد کی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 332،873 میٹرک ٹن درآمد کی تھی۔

[44] نائیجیریا میں معاشی نمو بڑھانے کی اعانتی اسکیم اور کھاد کے متعلق صدارتی اقدامات جیسی اسکیموں کا مقصد ملک میں چاول کی پیداوار کو فروغ دے کر ملک کو اس میں خود کفالت کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ اسی طرح گھانا میں بھی غذا اور ملازمتوں کے لیے حال ہی میں متعارف کی گئی مہم کو اہم فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کے لیے ریاستی مداخلت کی گئی ہے تاکہ اہم فصلوں (مکئی اور چاول) کے زیر کاشت رقبے کو بڑھایا جا سکے۔

[45] یورپی یونین نے جولائی 2017ء سے دھان پر بلاسٹ کیڑے کے خلاف پھپھوندی کش دوا "ٹرائی زول" کے لیے کم از کم بقایا حد کو 0.03 ملی گرام فی کلو گرام سے کم کر کے 0.01 ملی گرام فی کلو گرام سے کر دیا ہے۔

مالی سال 17ء کے دوران سمندری غذا جیسی اہم غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں مضبوط بحالی ہوئی اور گذشتہ دو برسوں تک کمی کے بعد اس میں 21.2 فیصد کی نمو ہوئی۔ اس حوصلہ افزا پیش رفت کا سبب مچھلی کی ملکی پیداوار میں اضافہ (جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں 3.8 فیصد زیادہ) ہے۔ کیکڑوں، جھینگوں اور قیر ماہیوں کی چین، ویت نام اور تھائی لینڈ کو برآمدات کے حجم میں غیر معمولی اضافہ ہے۔

شکل 6.11 : پاکستان کے سیمنٹ کی برآمدی مقدار کے اجزائے ترکیبی

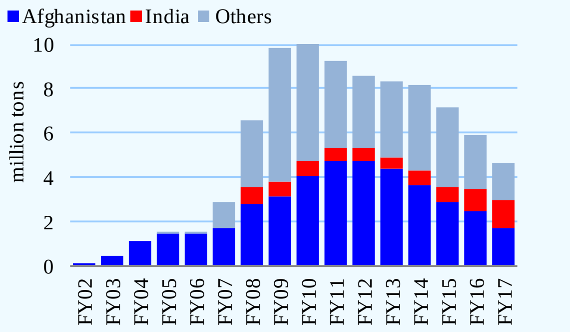

Data source: All Pakistan Cement Maufacturers Association (APCMA)

شکل 6.12 : سیمنٹ کے مجموعی برآمدی حجم میں حصہ – اہم منڈیاں

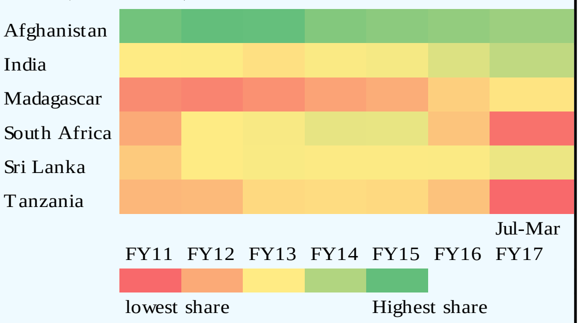

*: Ranging from 1 to 60 percent, red colour indicates lowest value and green represents highest value

Source: Pakistan Bureau of Statistics

جہاں تک سیمنٹ کا تعلق ہے تو اس کی برآمدات میں کمی کا جو رجحان مالی سال 14ء سے شروع ہوا تھا وہ مالی سال 17ء میں جاری رہا (**شکل 6.11**)۔ اس کی برآمد کے سرفہرست مقام افغانستان کو برآمدات میں مسلسل چھٹے برس کی واقع ہوئی جبکہ اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیوں کے نفاذ کے بعد 2015ء کے آخر سے جنوبی افریقہ کو برآمدات غیر نفع بخش ہوگئی ہیں۔[46] اس کے مقابلے میں بھارت کو برآمدات کا سلسلہ 2010ء میں شروع ہوا اور مالی سال 17ء کے دوران اس میں 26.3 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی۔ بھارت اب پاکستانی سیمنٹ کے برآمد کنندگان کی دوسری بڑی منڈی بن چکا ہے اور مجموعی برآمدات میں اس کا حصہ 27 فیصد ہے (**شکل 6.12**)۔ بھارتی پنجاب کے بعض شہروں (جیسے امرتسر، لدھیانہ وغیرہ) میں مقامی کے مقابلے میں پاکستانی سیمنٹ قدرے سستا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے شمالی علاقوں میں واقع کارخانوں سے درآمد کرنے میں جنوبی بھارت کے مقابلے میں مال برداری کی کم لاگت آتی ہے، جہاں پر کہ بھارت میں سیمنٹ کی ایک تہائی پیداواری استعداد کی حامل تنصیبات موجود ہیں۔

شکل 6.10 الف: بھارت کی باسمتی چاول کی برآمدی مقدار میں سال بسال تبدیلی (جولائی تا مئی م س 17ء)

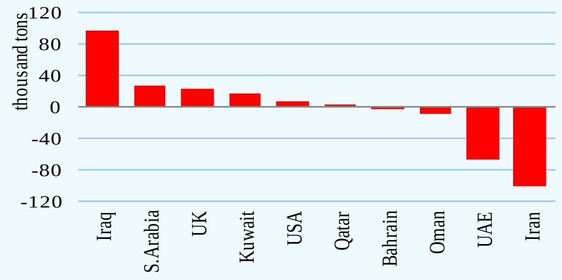

Data source: Agricultural and Processed Food Products Export Development Authority, India

شکل 6.10 ب: پاکستان کی باسمتی چاول کی برآمدی مقدار میں سال بسال تبدیلی (جولائی تا مئی م س 17ء)

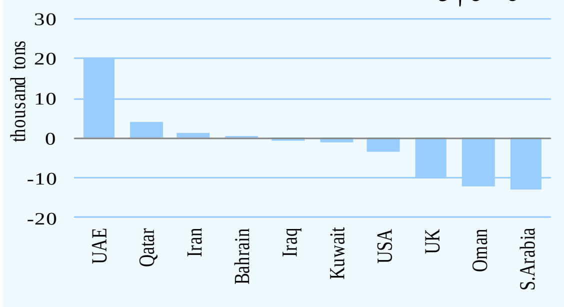

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

[46] جنوبی افریقہ کی جانب سے دسمبر 2015ء میں پاکستان کے مختلف سیمنٹ سازوں پر 14 فیصد تا 77 فیصد تک اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کا نفاذ کر دیا گیا تھا؛ یہ ڈیوٹیاں پانچ برس کی مدت تک عائد رہیں گی۔

اس کے ساتھ ہی بجلی، سڑکوں کی تعمیر میں سرکاری و نجی شعبے کی جاری سرگرمی اور رئیل اسٹیٹ کے منصوبوں اور رئیل اسٹیٹ کے منصوبوں کے باعث سیمنٹ کی مقامی طلب مضبوط رہنے کا امکان ہے۔[47] ان حالات میں یہ سوچنا مشکل ہے کہ کمپنیاں اپنی بیرونِ ملک رسائی کو جارحانہ انداز میں بڑھا سکیں گی، اس حقیقت کے باوجود کہ ایسی منڈیاں موجود ہیں جہاں پر سیمنٹ کی طلب بڑھ رہی ہے۔[48]

یورپی یونین کی طلب میں بحالی ٹیکسٹائل برآمدات کے لیے موافق

گذشتہ دو برسوں میں کمی کے بعد مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی میں ٹیکسٹائل برآمدات میں بحالی ہوئی (**جدول 6.9**)۔ یہ یورپی یونین کی ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل مصنوعات کی منڈی میں تیزی سے تبدیلی کا نتیجہ ہے۔[49] حجم کے لحاظ سے مالی سال 17ء کے دوران یورپی یونین کی مجموعی ملبوساتی اور ٹیکسٹائل برآمدات میں 3.5 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ ایک حوصلہ افزا امر ہے کہ کپڑوں اور گھریلو ٹیکسٹائل دونوں کے لیے پاکستان کی یورپی یونین کی برآمدات میں ہونے والی نمو ایشیائی ممالک میں بلند ترین ہے (**جدول 6.10**)۔

جدول 6.9 : مالی سال 17ء میں ٹیکسٹائل برآمدات کی قیمت و مقدار کا اثر

	مقدار	قیمت	مطلق تبدیلی ملین امریکی ڈالر
ٹیکسٹائل گروپ			**4.0**
جس میں			
کم قدر اضافی کے حامل	**-65.8**	**-74.4**	**-140.3**
خام کپاس	-37.0	4	-33.1
سوتی دھاگہ	96.3	-117.5	-21.2
سوتی کپڑے	-115.7	38.3	-77.4
بلند قدر اضافی	**134.5**	**49.2**	**183.6**
نٹ ویئر	131.8	129.6	-2.2
بستر کی چادریں	161.0	-44.4	116.6
تولیے	37.5	-40.5	-2.9
ترپال	32.8	15.9	48.7
تیار ملبوسات	167.8	-44.0	123.7
مصنوعی ریشے والی ٹیکسٹائل	-132.9	32.6	-100.3
دیگر			**-39.3**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 6.10 : یورپی یونین کی اہم ممالک سے کپڑوں اور گھریلو ٹیکسٹائل کی درآمد میں سال بسال نمو
نمو اور حصہ فیصد میں

	کپڑے						گھریلو ٹیکسٹائل					
	مقدار		قدر		قدر میں حصہ		مقدار		قدر		قدر میں حصہ	
	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء
چین	-10.7	1.7	-10.2	-6.3	35.4	33.9	1.5	6.7	-2.2	0.1	41.3	41.0
بنگلہ دیش	8.1	5.9	6.0	4.1	17.6	18.7	4.5	5.3	-9.7	4.9	3.3	3.4
بھارت	-1.5	3.2	-4.0	-3.9	6.3	6.2	7.7	5.9	-5.6	1.6	10.9	11.0
پاکستان	7.5	8.9	6.0	6.4	2.9	3.2	10.4	5.6	0.7	5.0	15.6	16.2
ویت نام	3.7	2.6	9.1	1.6	3.6	3.8	1.7	5.3	-2.0	6.0	2.1	2.2
کل	-1.5	2.8	-2.8	-2.1	100.0	100.0	3.0	5.2	-2.2	1.0	100.0	100.0

ماخذ: یورواسٹیٹ

[47] مالی سال 17ء میں سیمنٹ کی ملکی ترسیل میں 8.03 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچر ر ایسوسی ایشن)۔

[48] عالمی سیمنٹ رپورٹ برائے 17-2016ء کے مطابق توقع ہے کہ سری لنکا میں تعمیرات کی سرگرمی میں آئندہ چند برسوں کے دوران 8 فیصد سالانہ کی اوسط سے نمو متوقع ہے، گھروں کی بڑھتی ہوئی ملکیت، حکومت کے بڑے انفرا سٹرکچر منصوبوں اور طویل عمارتوں کی بڑھتی ہوئی طلب کے باعث۔

[49] یورپی یونین کی طلب میں بحالی کی عکاسی نہ صرف ٹیکسٹائل برآمدات کی بلند سطح سے ہوتی ہے بلکہ دنیا بھر سے اس کی مجموعی درآمدات سے بھی۔ خصوصاً، مالی سال 17ء میں یورپی بلاک کی مجموعی درآمدات میں 4.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ اس سے پچھلے برس اس میں 8.8 فیصد کمی ہوئی تھی (ماخذ: یورواسٹیٹ)۔ ویت نام، بھارت، بنگلہ دیش اور پاکستان سب کو ہی اس بحالی سے فائدہ پہنچا ہے۔

[50] مالی سال 17ء کے دوران امریکہ کو چین اور بنگلہ دیش کی ملبوساتی برآمدات میں بالترتیب 2.9 فیصد اور 0.1 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ گذشتہ برس یہ بالترتیب 11.8 فیصد اور 3.1 فیصد بڑھی تھیں۔ بھارت اور انڈونیشیا کے برآمد کنندگان کی جانب سے اسی طرح کی سست روی دیکھی گئی: مالی سال 17ء میں امریکہ کو ان ممالک سے ملبوساتی برآمدات میں بالترتیب 4.2 فیصد اور 2.5 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: اوٹیکسا)۔

تاہم ویت نام ان سب سے الگ تھا کیونکہ اس نے اپنی قدرے کم لاگت والی انسانی ہاتھ سے بنے ریشے کی پیداوار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مصنوعی ریشے کی تیار ملبوسات کی پیداوار حاصل کی جس کی امریکہ میں طلب موجود ہے، یہ بات قابل فہم ہے کہ اس کے نتیجے میں امریکہ کی ٹیکسٹائل منڈی میں اس کا حصہ بڑھ رہا ہے۔[51] پچھلے کچھ عرصہ سے امریکی صارفین بتدریج سوتی اشیا کا استعمال ترک کر رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی مجموعی ٹیکسٹائلز میں سوتی مصنوعات کا حصہ مالی سال 10ء کے 40 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 17ء میں 29.7 فیصد پر آگیا ہے (**شکل 1.3ب**)۔

امریکی صارفین کے بدلتے ہوئے رویے نے اس ملک کو بھیجی جانے والے پاکستانی ٹیکسٹائل برآمدات کو شدید متاثر کیا ہے، جو کہ ابھی تک سوتی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی مصنوعات میں بہت زیادہ مرتکز ہیں۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 17ء میں امریکہ کی ٹیکسٹائل مارکیٹ میں پاکستان کا حصہ مزید کم ہو گیا (**شکل 6.13ج،د**)۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک میں پولی ایسٹر کی ایک مضبوط صنعت موجود نہیں ہے جبکہ برآمد کنندگان کی جانب سے انسانی ساختہ ریشوں کی بیشتر طلب درآمدات سے پوری ہوتی ہے۔

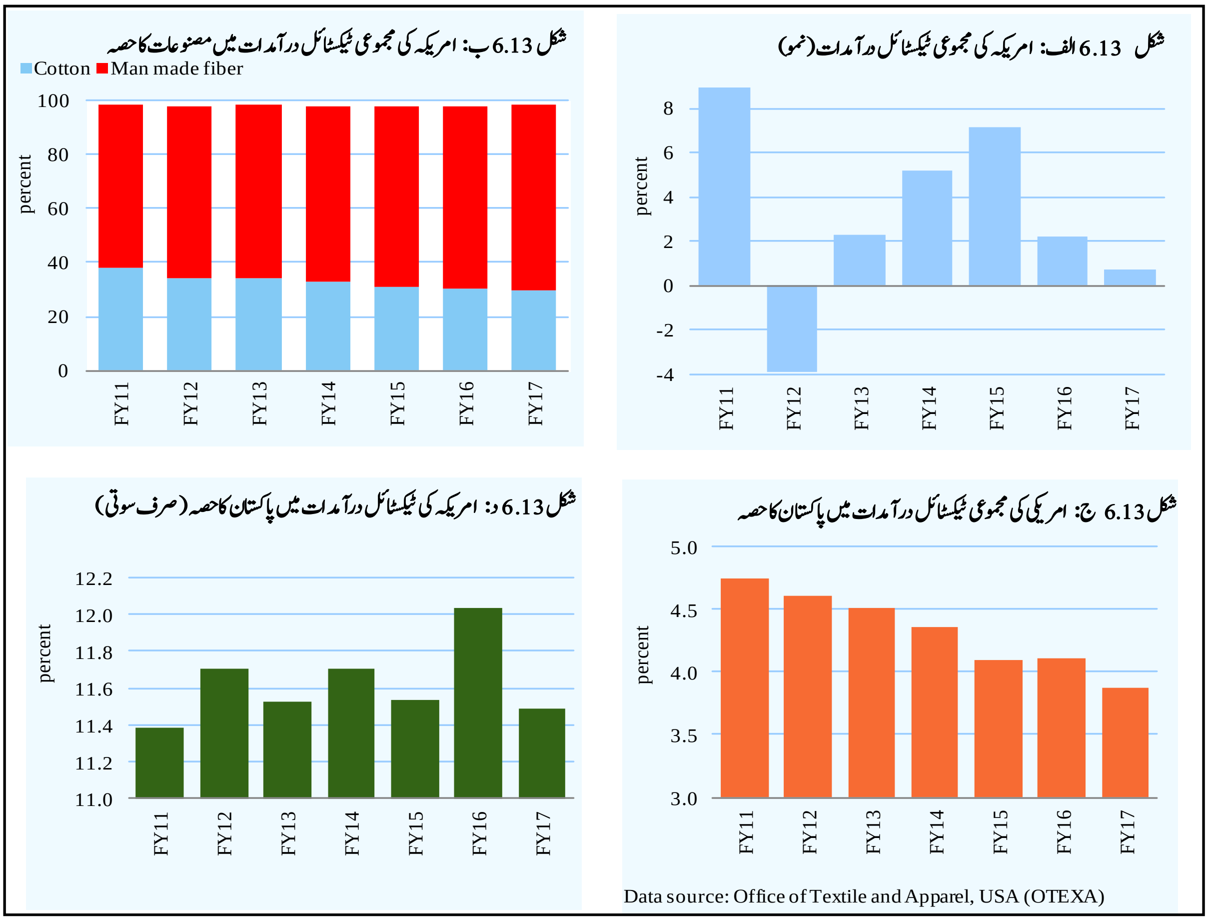

درآمدات

گذشتہ دو برسوں میں درآمدات کے اجزائے ترکیبی کے ایک عمومی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ اشیائے سرمایہ پر منتقلی کا عمل جاری ہے۔ دراصل مجموعی درآمدات میں اشیائے سرمایہ کا حصہ مسلسل بڑھ رہا ہے، جبکہ اشیائے سرمایہ کی پیداوار کے لیے خام مال کا حصہ بھی گذشتہ دو برسوں میں بڑھ گیا ہے (**شکل 6.14**)۔

[51] 2016ء میں ویت نام کی کپڑوں کی اکائی قدر 3.2 ڈالر/ایس ایم ای تھی جبکہ بقیہ دنیا کی 3.4 ڈالر/ایس ایم ای تھی۔ امریکہ کی مجموعی ٹیکسٹائل درآمدات میں ویت نام کی برآمدات کا حصہ 2016ء میں بڑھ کر 12.4 فیصد تک پہنچ گیا ہے جو 2012ء میں 9.0 فیصد تھا (ماخذ: ابھرتی ہوئی ٹیکسٹائلز)۔

شکل 6.14: درآمدات کے اجزائے ترکیبی (جولائی تا مئی میں مطلق قدر میں سال بسال تبدیلی) - ارب امریکی ڈالر

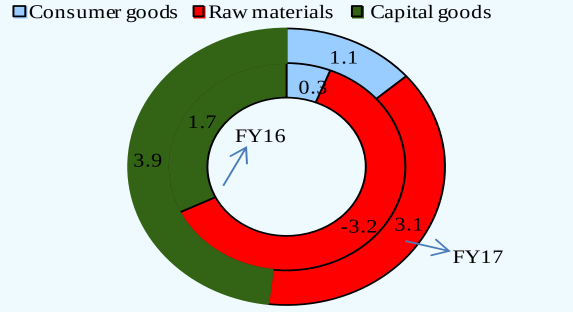

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.15: م س 17ء میں درآمدی نمو (مطلق قدر میں تبدیلیاں، ملین ڈالر)

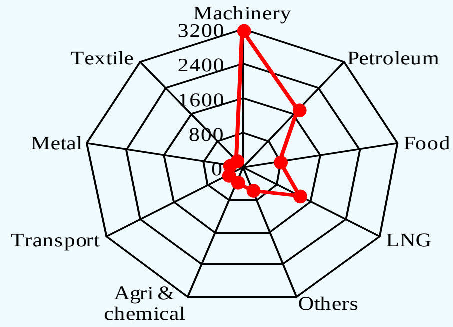

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 17ء کے دوران درآمدات میں 18.5 فیصد اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 53.0 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جی ڈی پی کے لحاظ سے یہ تین برسوں کی بلند ترین سطح ہے (**جدول 6.11**)۔ یہ اضافہ سب سے زیادہ مشینری اور پیٹرولیم گروپوں میں تقسیم تھا اور سی پیک اور سرکاری شعبے میں بجلی اور سڑکوں کی تعمیر سے متعلق جاری سرگرمیوں، ٹرانسپورٹ کے شعبے میں پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی بلند طلب جبکہ بجلی کے شعبے میں فرنس آئل کی طلب اور ٹیکسٹائل اور سیمنٹ کے شعبوں میں صنعتی توسیع کا عکاس ہے (**شکل 6.15**)۔ سال کے دوران اجناس کی عالمی قیمتوں میں کچھ بحالی نے بھی سال کے دوران درآمدات کی نمو میں کردار ادا کیا ہے۔

جدول 6.11 : درآمدی کارکردگی- اہم اجناس

ملین ڈالر

اجزا	م س16ء	م س17ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
دودھ	278.8	258.7	-20.1	21.9	-42.0
خشک پھل	171.9	180.5	8.6	-2.7	11.3
چائے	513.0	523.9	10.8	65.1	-54.3
مصالحے	147.3	138.6	-8.7	-24.4	15.7
سویابین	182.9	122.8	-60.1	-62.4	2.3
پام آئل	1,689.4	1,905.1	215.7	-73.2	288.9
دالیں	595.1	952.3	357.1	221.0	136.0
مشینری	8,572.8	11,754.8	3,182	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
ٹرانسپورٹ	2,962.2	3,313.7	351.5	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
پیٹرولیم مصنوعات	5,337.2	6,835.0	1,497.8.0	2,032.3	-534.4
خام تیل	2,295.8	2,547.1	251.3	945.3	-693.7
ایل این جی	567.1	1,312.7	745.6	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
ٹیکسٹائل	3,146.9	3,357.8	210.9	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
کھاد	726.4	640.6	-85.7	103.5	-293.5
پلاسٹک	1,814.3	1,919.3	105.0	398.5	-293.5
ادویات	921.5	975.3	53.8	-31.8	85.6
فولاد	3,093.2	3,238.2	145.1	204.9	-59.9
ربڑ	146.4	174.8	28.4	35.3	-6.8
ٹائر وٹیوب	313.9	350.8	36.9	113.7	-76.7
مجموعی درآمدات	**44,684.8**	**52,957.9**	**8,273.1**	-	-

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مشینری کی درآمدات

6.63 مالی سال 17ء کے دوران بھی مشینری کی درآمدات میں اضافے کا رجحان جاری رہا اور یہ 37.1 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 11.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ گذشتہ برس ان میں 15.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مالی سال 17ء میں بیشتر اضافہ بجلی پیدا کرنے والی مشینری اور متعلقہ اجزا میں ہوا، جو کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت بجلی اور انفراسٹرکچر کے مختلف منصوبوں پر پیش رفت سے ہم آہنگ ہے (**شکل 6.16**)۔ بجلی پیدا کرنے والی مشینری میں گیس اور دخانی ٹربائن، سولر پینل، کمپریسر اور ہنگامی پلانٹس کی درآمدات بلند سطح پر رہیں۔[52] سیمنٹ سازوں کی جانب سے پیداواری استعداد میں توسیع کے نتیجے میں سال کے دوران پسائی اور کچل کاری کی مشینیں منگوائی گئیں۔[53]

شکل 6.16 : مجموعی درآمدات میں مشینری کی درآمدات (ارب ڈالر)

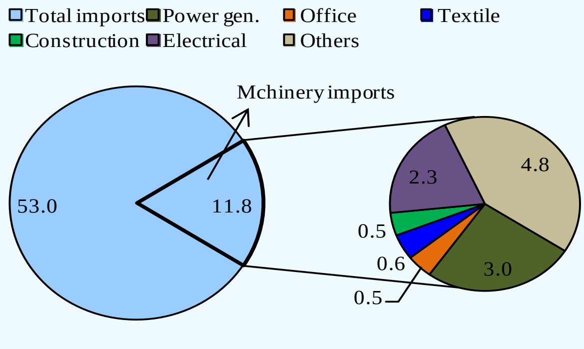

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ٹرانسپورٹ، پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں طلب پر مبنی اضافہ

مالی سال 17ء میں ٹرانسپورٹ درآمدات میں 11.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ 9.7 فیصد بڑھا تھا۔ موٹر کاروں اور کمرشل گاڑیوں (بسوں اور ٹرکوں) دونوں کی الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ اجزا کی درآمدات مضبوط رہیں اور ان میں 24.4 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا۔

جدول 6.12 : ٹرانسپورٹ گروپ درآمدات کے اجزائے ترکیبی

ملین ڈالر	م س15ء	م س16ء	م س17ء
گاڑیاں	**1,610.40**	**1,932.80**	**2,515.2**
مکمل ساختہ اکائی	406.7	546	751.3
بسیں اور ٹرک	129.8	217.4	316.2
موٹر کاریں	275.1	325.6	431.5
موٹر سائیکلیں	1.7	2.9	3.6
الگ الگ پرزوں / نیم ساختہ	775.2	827.3	1,004.3
بسیں اور ٹرک	201.6	214.4	252.3
موٹر کاریں	483	519	659.9
موٹر سائیکلیں	90.5	93.9	92.1
پرزے	320.3	381	500.4
دیگر	108.2	178.5	259.3
طیارے، بحری جہاز اور کشتیاں	862.6	973.9	509.4
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	226.6	55.5	287.4
ٹرانسپورٹ گروپ	**2,699.70**	**2,962.20**	**3,312.1**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کمرشل گاڑیوں کی بلند درآمدات ملک بھر میں بجلی اور انفراسٹرکچر کی ترقی سے متعلق سرگرمیوں، جنھیں اکثر درآمدی مشینری اور دیگر خام مال وغیرہ کی بندرگاہوں سے منصوبوں کے مقامات تک منتقل کرنا ہوتی ہے، سے ہم آہنگ ہے۔[54] ٹرانسپورٹ کے دیگر آلات میں ریلوے انجنوں اور ان کے پرزوں، ریل کی پٹری کے آلات، خصوصی سہولیات سے لیس کنٹینروں کی درآمد بھی بڑھ گئی (**جدول 6.12**)۔

[52] ادائیگیوں کے اعداد و شمار کے مطابق مشینری گروپ کے سرفہرست جز 5000 کلوواٹ سے زائد کے گیس ٹربائنوں کی درآمدات میں مالی سال 17ء کے دوران 348 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا۔ ان ٹربائنوں کو گیس پر مبنی بجلی پیدا کرنے کے پلانٹس میں وسیع تر استعمال کیا جاتا ہے۔

[53] پاکستان دفتر شماریات کے تازہ ترین دستیاب اعداد و شمار کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں سیمنٹ کے کارخانوں کے لیے پسائی اور کچل کاری مشینری پر مبنی 21،148 یونٹ درآمد کیے گئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں صرف 628 یونٹوں کی خریداری کی گئی تھی۔ چین، جرمنی اور امریکہ کا شمار اہم برآمدی ممالک میں ہوتا ہے (**باب 2**)۔

[54] بھاری گاڑیوں (ٹرک اور بسیں) کی فروخت مالی سال 16ء کے 5,550 اور 1,017 اکائیوں سے بڑھ کر مالی سال 17ء میں 7,499 اور 1, 130 یونٹ ہوگئی (ماخذ: پاکستان آٹوموبائل مینوفیکچررایسوسی ایشن)۔ بسوں کی بلند فروخت ملک میں سرکاری ٹرانسپورٹ کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے کوششوں کی عکاس ہے۔

جہاں تک مسافر کاروں کی درآمدی طلب کا تعلق ہے یہ ان وجوہات کی بنا پر بڑھی: (i) ملک میں بڑھتا ہوا سفری کاروبار؛ (ii) نئے ماڈلوں کا متعارف ہونا؛ اور (iii) کمرشل بینکوں کی جانب سے کاروں کی مالکاری میں تیز ی سے اضافہ۔ یہ اضافہ مکمل ساختہ اکائیوں اور الگ الگ پرزوں کی درآمدات دونوں میں نمایاں تھا۔[55]

توانائی کی بڑھتی ہوئی ضروریات بلند درآمدات پر منتج ہوئیں

مسلسل چار برسوں تک کم ہونے کے بعد مالی سال 17ء میں پیٹرولیم درآمدات میں 22.8 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ ملک میں تھرمل پیداوار میں نمایاں اضافے کو ظاہر کرتا ہے جس کے نتیجے میں فرنس آئل اور ایل این جی کی طلب بڑھ گئی (**جدول 6.13**) ۔[56] تھرمل پیداوار میں کوئلے کا استعمال بھی بڑھ گیا، جس سے ان کی درآمدات بڑھ گئیں۔[57، 58]

جدول 6.13 : پاکستان کی پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات کی مقدار

	مقدار (ہزار میٹرک ٹن)			شرحِ نمو (فیصد)	
	م س15ء	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء
ہائی اسپیڈ ڈیزل	3,185	3,081	3,890	-3.3	26.3
فرنس آئل	6,170	5,990	6,612	-2.9	10.4
خام تیل	8,254	8,492	8,708	2.9	2.5
پیٹرول	3,125	4,193	4,885	34.2	16.5
دیگر	49	118	119	141.8	0.8
کل*	20,782	21,874	24,214	5.3	10.7
ایل این جی**	–	989	3216	–	225.0

*ماخذ: آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل

**جولائی تا اپریل کے لیے (تازہ ترین دستیاب اعدادوشمار) پاکستان دفتر شماریات

مالی سال 17ء میں ایل این جی کی بلند درآمدات کی عکاسی بجلی، مال برداری (سی این جی میں اس کی منتقلی کے ذریعے) اور بعض صنعتوں (بشمول بجلی اور کھاد) سے ہوتی ہے۔ مثلاً مالی سال 17ء میں درآمدی آر ایل این جی پر چلنے والے چار نئے پاور پلانٹس نے پیداوار شروع کر دی تھی (باب 2)۔ کھاد کے شعبے کو آر ایل این جی کی بہتر رسد سے اس خام مال کی ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے پیداواری عمل سے زیادہ استفادہ اور اسے مؤثر بنانے میں بھی مدد ملی، جس سے سال کے دوران کھاد کی درآمدات میں 11.8 فیصد کمی ہوگئی۔

پام آئل: قیمت کے اثر کی بالادستی

بیرون ملک غذائی اشیا کی مجموعی خریداریوں میں 30 فیصد سے زائد حصہ رکھنے والے پام آئل کی درآمدات میں مالی سال 17ء میں 12.8 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ چار برسوں میں یہ 8.0 فیصد کی اوسط سے کم ہوتی رہی تھی۔ اس سارے اضافے کا سبب اس کی اکائیوں کی بلند قیمت تھی جس کی عکاسی اجناس کی عالمی قیمتوں میں مضبوط بحالی سے ہوتی ہے؛ سال کے دوران پام آئل کی مقدار میں کمی دیکھی گئی (**شکل 6.17**) ۔[59]

[55] کسٹم کے دستیاب تفصیلی اعدادوشمار کے مطابق 800 سی سی (یعنی مکمل ساختہ اکائیاں) سے کم والی گاڑیوں کی درآمدات جولائی تا مارچ مالی سال 16ء کے 18،134 اکائیوں سے بڑھ کر جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں 15،267 یونٹس ہوگئی۔

[56] مالی سال 17ء کے دوران بجلی کی پیداوار میں 5,936 گیگاواٹ آور اضافے سے 28 فیصد فرنس آئل سے حاصل ہوا (ماخذ: نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی)۔

[57] کسٹم کے تفصیلی اعدادوشمار کے مطابق کوئلے کی درآمد جولائی تا مارچ مالی سال 16ء کے 4.3 ملین میٹرک ٹن سے بڑھ کر جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں 6.2 ملین میٹرک ٹن ہوگئی۔

[58] کوئلے سے بجلی کی پیداوار مالی سال16ء میں صرف 105 گیگاواٹ آور سے بڑھ کر مالی سال 17ء میں 1,013 گیگاواٹ آور ہوگئی (ماخذ: نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی)۔

[59] مالی سال 17ء میں پام آئل کی اوسط عالمی قیمت گذشتہ برس کے مقابلے میں 17.2 فیصد زیادہ تھی۔ اس کے مقابلے میں مالی سال16 ء میں اوسط قیمتیں مالی سال 15ء کے مقابلے میں 12.0 فیصد کم تھیں (ماخذ: آئی ایم ایف)۔

تاہم جنوری 2017ء سے رسد کی اطمینان بخش صورت حال کی وجہ سے پام آئل کی بین الاقوامی قیمتیں کسی حد تک مستحکم ہوئی ہیں: یو ایس ڈی اے کے مطابق مالی سال 17ء میں ایک اہم پیداکار ملک انڈونیشیا کے زیر کاشت رقبے میں 2.6 فیصد اضافہ ہوا ہے اور اچھے موسم کی وجہ سے یافت بھی بڑھی ہے۔ انڈونیشیا میں حیاتی ایندھن کی طلب میں کمی آرہی ہے کیونکہ حکومت نے حیاتی ایندھن کے اندرون ملک استعمال پر مالی اعانت بے حد کم کر دی ہے۔

شکل 6.17 : پام آئل درآمدات میں تبدیلی کی تفصیل

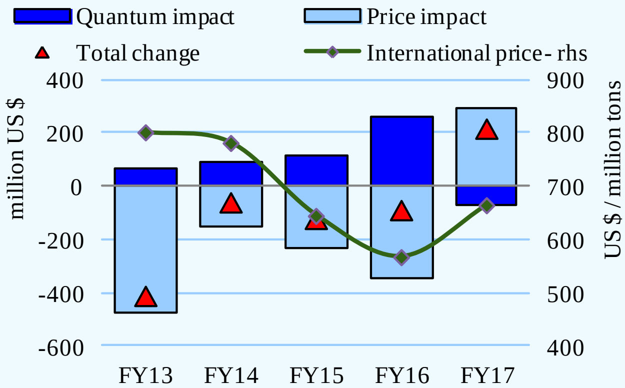

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, International Monetary Fund, and SBP Calculations